العقيدة الواسطية

تالیف

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ

المتوفی: ۷۲۸ھ

ترجمہ وحواشی

صفی احمد مدنی

ناشر

شریف غالب بن محمد الیمانی اسلامک ریسرچ اکیڈمی

Tel: 09247025600 Website: www.muflihaat.com

العقيدة الواسطية

تالیف

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ

المتوفی: ۷۲۸ھ

ترجمہ وحواشی

صفی احمد مدنی

ناشر

شریف غالب بن محمد الیمانی اسلامک ریسرچ اکیڈمی

09247025600

www.muflihaat.com

نام کتاب	:	العقيدة الواسطية
تالیف	:	شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ
ترجمہ وحواشی	:	الشیخ صفی احمد مدنی
صفحات	:	52
سن اشاعت	:	ربيع الثاني ۱۴۳۷ھ بمطابق فروری ۲۰۱۶ء
کمپیوٹر کتابت	:	محمد نسیم ریاضی (09640958716)

﴿ناشر﴾

شریف غالب بن محمد الیمانی اسلامک ریسرچ اکیڈمی

جامعة المفلحات، کتہ پیٹ، بارکس، حیدرآباد، 500005

﴿ملنے کے پتے﴾

☆جامعة المفلحات، کتہ پیٹ، بارکس حیدرآباد، الہند

☆مرکز الأیتام، کتہ پیٹ، بارکس حیدرآباد، الہند

☆جامعة الفلاح، شریف نگر، حیدرآباد، الہند

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابوالعباس ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے معروف امام ہیں۔ آپ ابن تیمیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مجددانہ کارناموں میں عقیدہ اسلامی کی حفاظت اور بدعات وانحرافات کا پرزور ومدلل رد ہے۔ خیر القرون کے بعد امت محمدیہ بری طرح متکلمین ومتصوفین ومقلدین کے نرغہ میں گھر گئی۔ متکلمین نے اسلامی عقیدہ کے دفاع کے نام پر قرآن کریم واحادیث صحیحہ کے نصوص میں تاویل اور انکار کو اختیار کیا۔ اثبات خالق اور اثبات توحید اور اثبات رسالت میں رومی فلاسفہ کی راہ پر چل پڑے۔ قرآن کریم وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے انہیں قیل وقال سے گھیر دیا گیا۔ ان دونوں سے رشد وہدایت کے حصول کے بجائے متکلمین کی قیاس آرائیاں، تاویلات وانحرافات ہی کو اصل اسلامی عقیدہ قرار دیا گیا۔

متکلمین فلسفہ یونان وروم سے سخت متاثر تھے اور فلاسفہ روم ویونان ذات الٰہی وصفات الٰہی کی معرفت سے بہت دور اور گمراہیوں کے شکار تھے، انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کو چیستان بنا رکھا تھا۔ متکلمین نے توحید، رسالت وآخرت کے اثبات میں فلاسفہ کا طریقہ اختیار کیا۔ صفات الٰہی کی تاویل کی یا انکار کیا اور غیبیات کے باب میں قرآن وسنت کی تعلیمات ومفاہیم سے دور ہو گئے۔ سلف صالح ذاتِ الٰہی وصفات الٰہی کے مباحث اور غیبیات کے امور میں بالکل واضح راہ پر تھے۔ وہ اپنے ذہن کو قرآن کریم وسنت صحیحہ کے مطابق بناتے تھے، جو چیز ثابت ہوتی اس کو قبول کر لیتے تھے۔ غیبی امور میں قیاس آرائی اور اٹکل پچو باتوں سے پرہیز کرتے تھے۔

شیخ الاسلام کے عہد سے قبل تصوّف کی گمراہی عبادات میں داخل ہو چکی تھی۔ دل کو خوف الٰہی سے بسانے، عبادت میں خشوع وخضوع اختیار کرنے، آخرت کی تیاری اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بجائے صفاء نفس کے نام پر اپنی طرف سے قسم قسم کی عبادتیں اور اوراد و وظائف ایجاد کر لئے گئے، پھر اعمال عبادات میں غلو کے ساتھ ان کا نیا فلسفہ بھی ایجاد ہونے لگا۔ وحدۃ الوجود اور صالحین میں غلو جیسے ملحدانہ ومشرکانہ نظریات مسلم معاشرہ میں داخل ہو گئے۔ متصوفین کی ظاہری حالت نے عوام الناس کو فریب میں مبتلا کر دیا۔ ان کے باطل وکفریہ نظریات واعمال کو اسلامی تصوّف کے نام پر فروغ ملا۔

چوتھی صدی ہجری میں تقلیدی مذاہب وجود میں آ گئے۔ امت محمدیہ نہ صرف واضح طور پر فقہی مذاہب میں بٹ گئی بلکہ ایک دوسرے کے خلاف سخت تعصب وعناد پیدا ہو گیا۔ تکفیر کے فتوی بھی جاری ہوئے۔

ایک دوسرے کے پیچھے نماز ناجائز ہوگئی اور باہمی نکاح کا رشتہ بھی معیوب سمجھا جانے لگا۔ کتاب وسنت کی طرف توجہ کی بجائے مسلکی کتابوں کا اہتمام اوران کی تدریس وتعلیم ہی اصل بن گئی۔ قرآن کریم کی تفسیر وکتب احادیث کو محض تبرکاً پڑھا جاتا رہا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں یہ تمام بگاڑ یعنی متکلمین کی تاویلات باطلہ، متصوفین کا غلو وانحراف اور مقلدین کا تعصب وتفرقہ بازی پوری طرح موجود تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے والد محترم نامور عالم شہاب الدین عبدالحلیم بن تیمیہ عالم ومحدث حنبلی فقیہ اور صاحب درس وافتاء تھے۔ حران سے دمشق منتقل ہونے کے بعد دمشق کی جامع اُموی میں جو اکابر علماء ومدرسین کا مرکز تھی۔ باقاعدہ درس کا سلسلہ شروع کیا۔ جامع اموی کے درس ووعظ کے ساتھ دمشق کے دارالحدیث السکر یہ کے شیخ الحدیث بھی تھے۔ وہیں ان کی سکونت تھی۔ ۶۸۲ھ میں انتقال ہوا اور آپ کے دادا ابوالبرکات مجدالدین ابن تیمیہ کا شمار مذہب حنبلی کے ائمہ واکابر میں ہے۔ ۶۵۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی مشہور تالیف "منتقی الاخبار" ہے۔ اس کی شرح علامہ محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۵ھ نے "نیل الاوطار" کے نام سے آٹھ جلدوں میں لکھی ہے۔ اس نامور خاندان میں بروز دوشنبہ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں علم کا چرچا عام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی قوت فہم وحافظہ سے نوازا تھا۔ آپ بچپن ہی سے تحصیل علم میں لگ گئے۔ جوانی کی عمر تک پہنچتے پہنچتے زبردست عالم ہو چکے تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ کے نصیب میں تجدید دین کی سعادت اور اللہ کے بندوں کی رہنمائی لکھی تھی۔ والد محترم کے انتقال کے بعد ۲۲ سال کی عمر میں آپ نے دارالحدیث السکر یہ میں پہلا درس دیا۔ درس میں دمشق کے مشہور علماء وفضلاء موجود تھے۔ ۱۰ صفر ۶۸۳ھ بروز جمعہ جامع اموی میں والد کی جگہ درس کا سلسلہ شروع کیا۔ سلسلہ وار تفسیر بیان کرتے تھے۔ بکثرت طلبہ حاضر درس ہوتے اور آپ کے علوم سے استفادہ کرتے تھے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اہم خصوصیت آپ کی جامعیت تھی آپ تمام اسلامی علوم وفنون سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ بلکہ علوم تفسیر وحدیث وعقیدہ وفقہ میں مجتہدانہ بصیرت تھی۔ آپ کی تصانیف ہی آپ کی امامت کی گواہی دیتی ہیں۔

آپ کی ایک اور اہم خصوصیت مسلک سلف سے غیر معمولی وابستگی تھی۔ آپ کا خاندان بالعموم مسلک حنبلی کی پیروی کرتا تھا اور عام حنبلی مزاج کے مطابق ان میں مسلکی تعصب نہیں پایا جاتا تھا۔

لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نہ کسی مسلک کے طرف نسبت رکھتے تھے اور نہ کسی مسلک کی دعوت دیتے تھے۔ کتاب وسنت کی نصوص پر غور وفکر اور ان سے استنباط کی دعوت آپ ہی نے عام کی۔ آپ ہر معاملہ میں مسلک سلف کے جویا تھے۔ خواہ عقیدہ کا باب ہو یا فقہیات کا۔ آپ نے مسلک سلف کی

نشر واشاعت میں انتہائی جدوجہد کی۔آپ کی زندگی کے تمام لمحات اور ساری توانائیاں اسی کیلئے وقف تھیں۔آپ کے دروس وفتاوی طالبین حق کے اذہان کو کھولتے تھے۔بدعات، تاویلات اور کفریات کی تاریکیوں سے کتاب وسنت کی روشنی میں لاتے تھے۔ہر دور میں آپ کی تالیفات وفتاوی سے طالبان حق نے رہنمائی پائی ہے۔اللهم اغفرله واکرم نزله.

عقیدہ کے باب میں آپ کی غیر معمولی جدوجہد ہے، بلکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بعد آپ ہی وہ شخصیت ہیں جس نے اسلامی عقیدہ کو نکھارا، اس کے آئینہ سے گردوغبار کو صاف کیا اور عالم انسانیت کے سامنے اس کے روشن چہرے کو پیش کیا۔

سلف صالح کے مسلک کی وضاحت اور صفاتِ الٰہی کے باب میں سلف صالح کی راہ چھوڑ کر فلاسفہ یونان وروم ویہود ونصاریٰ کی پیروی کرنے والوں کی گمراہیوں کو واضح کرنے کیلئے آپ نے متعدد رسائل تحریر فرمائے۔ان میں "الحموية" اور "التدمرية" اور "الواسطية" اور " الوصية الكبرىٰ" اور الرسالة المدينة في الحقيقة والمجاز" ہیں اور ان کے علاوہ متعدد خطوط اور سوالات کے جوابات آپ نے عقیدہ سلف کی وضاحت میں تحریر فرمائے ہیں۔

زیر نظر رسالہ " العقيدة الواسطية" کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ اس رسالہ کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے عقیدہ کی بنیاد قرار دیا ہے۔سبب تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقام واسط کے قاضی شیخ رضی الدین واسطی شافعی حج کے سفر میں میرے یہاں سے گزرے۔وہ بڑے نیک و دیندار تھے، انہوں نے تاتاری حکومت اور ان کے علاقے کی جہالت وظلم اور دین وعلم سے ناواقفیت کا شکوہ کیا اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں انہیں ایک عقیدہ لکھ کر دوں جس کی وہ اور ان کے گھر والے پیروی کریں گے، میں نے اس کام سے معذرت پیش کی اور کہا کہ متعدد اہل علم نے عقیدہ کے موضوع میں کتابیں لکھی ہیں، آپ کسی بڑے عالم کی کتاب چن لیجئے۔لیکن انہوں نے بہت اصرار سے کہا کہ میں اسی عقیدہ کو پسند کروں گا جس کو آپ ہی تالیف کریں گے۔چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک دن عصر اور مغرب کے درمیان اس رسالہ کو تحریر فرمایا اور قاضی واسطی کی طلب کی مناسبت سے اس کا نام "العقيدة الواسطية" مشہور ہوگیا اور اسی وقت اس رسالہ کے کئی نسخے مصر، عراق وشام وغیرہ میں پھیل گئے۔

شیخ الاسلام کے خلاف پہلی شورش ۶۹۸ھ میں ہوئی۔ان کی ذات اور ان کے عقائد موضوع بحث بنے۔لیکن تاتاری یورش کی وجہ سے معاملہ دب گیا۔پھر ۷۰۵ھ میں آپ کے مخالفین متکلمین ومتصوفین وغیرہ خوب متحرک ہوئے۔سلطان مصر کے دربار میں ان کی بکثرت شکایتیں ہونے لگیں۔یہاں تک کہ

سلطان نے دمشق کے گورنر کو حکم دیا کہ آپ کے عقیدہ کے متعلق تحقیق کی جائے۔ دمشق کے گورنر نے تمام مسالک کے علماء قاضی اور مفتی حضرات کو جمع کیا اور آپ کو مباحثہ کیلئے طلب کیا۔

مناظرہ کی پہلی نشست ۸/رجب ۷۰۵ھ پیر کے دن منعقد ہوئی۔ یہ بڑی اہم نشست تھی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء ومشائخ موجود تھے۔ حاضرین کے روبرو مناظرہ ہوا اور حق واضح ہوا۔ دوسری نشست ۱۲/رجب ۷۰۵ھ جمعہ کے دن ہوئی۔ تیسری نشست کے دن کا ذکر نہیں ہے۔ ان نشستوں میں عقیدہ کے امور پر گفتگو ہوئی۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے آج سے سات سال قبل عقیدہ واسطیہ لکھا۔ مباحثہ کیلئے اسی پر گفتگو کی جائے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے لکھی چیز پر گفتگو کو اس لئے ترجیح دی تا کہ کوئی بات چھوٹ نہ جائے اور بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ فلاں چیز کو چھپایا گیا یا اس کے خلاف کہا گیا اور اس طرح لکھی ہوئی چیز پر بحث آسان ہوتی ہے۔ تمام علماء ومشائخ کی موجودگی میں گورنر کے حکم سے ایک شخص نے عقیدہ واسطیہ پڑھ کر سنایا۔ مجلس میں عقیدہ واسطیہ کے بعض مقامات پر مباحثہ ہوا۔

پہلا اعتراض یہ ہوا کہ اگر اعمال کا ایمان میں داخل ہونا اور ایمان کا گھٹنا بڑھنا فرقہ ناجیہ کا عقیدہ ہے تو اس کے خلاف جو عقیدہ رکھے وہ فرقہ ناجیہ سے خارج ہو جائے گا؟ حالانکہ بعض اہل سنت کا مسلک ہے کہ عمل ایمان میں داخل نہیں ہے اور ایمان نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس عقیدہ میں سے کسی امر کی مخالفت دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی۔ کیونکہ مخالفت کبھی فہم کے اختلاف کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی اس تک پہنچنے والی روایات وعلم کی بناء پر وغیرہ۔ اسلئے عقیدہ میں سلف صالحین کی ہر مخالفت دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی ہے۔

دوسرا اعتراض "فوق سمٰواته" پر تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ روایات صحیحہ میں یہ لفظ موجود ہے۔ اس لئے اس پر اعتراض درست نہیں ہے۔

تیسرا اعتراض "منه بدأ واليه يعود" پر ہوا ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس کی تشریح طلب کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ سلف صالح سے یہ جملہ منقول ہے۔ منه بدأ کا معنی ہے اللہ ہی نے کلام کیا ہے اور "اليه يعود" کا معنی ہے۔ آخر زمانہ میں سینوں وصحیفوں سے قرآنی آیات مٹ جائیں گے اور لوگ ان سے بالکل کورے رہ جائیں گے۔

چوتھا اعتراض تحریف وتعطیل کی نفی پر تھا۔ اس سے متکلمین کی تاویل باطل پر زد پڑتی تھی۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تحریف کے معنی لفظ کو اس کے مفہوم سے ہٹا دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی مذمت کی اور

تحریف کو ان کی بری صفت قرار دیا۔ فرمایا: "یحرفون الکلم عن مواضعه" اسی طرح جہمیہ قرآنی آیات میں تحریف کرتے ہیں "وکلم الله موسیٰ تکلیما" کی تحریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ نے حکمت کے ناخنوں سے انہیں خوب زخمی کیا وغیرہ۔ اسی طرح رافضی وباطنی آیات الٰہی میں تحریف کرتے ہیں۔

جب " من غیر تکییف ولا تمثیل " کا ذکر آیا تو اس کی تشریح طلب کی گئی۔ آپ نے جواب دیا کہ تمثیل کی نفی قرآن مجید میں ہے "لیس کمثله شيء" اور تکییف کی نفی سلف صالح سے منقول ہے۔ ربیعہ، مالک بن انس، ابن عیینہ وغیرهم رحمهم الله سے تکییف کی نفی ثابت ہے۔ اس موقع پر بعض مخالفین نے کہا کہ "الله جسم کالاجسام" کہنا صحیح ہے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ عزوجل کیلئے جسم کا لفظ وارد نہیں ہے اس لئے ایسا کہنا درست نہیں ہے۔ ان ہی صفات کا اقرار کیا جائے گا اور کیفیت کی نفی کی جائے گی جو قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوں۔

دوران مناظرہ جب بھی ابن تیمیہ رحمہ اللہ بخاری ومسلم کی حدیث ذکر فرماتے تو حاکم دمشق مخالف علماء سے پوچھتا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ وہ اقرار کرتے تو کہتا جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اختیار کرے اسے کیا کہا جاسکتا ہے؟ حاکم نے آپ سے پوچھا۔ یہ باتیں آپ اپنی طرف سے سنا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا۔ میں صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سنا رہا ہوں۔

دوران مناظرہ آپ کی سخت زبان کا ذکر ہوا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ نرم گفتگو اور اچھے انداز کی اہمیت ہے اور آپ حضرات خوب جانتے ہیں کہ میں اس راہ پر سب سے زیادہ چلنے والا ہوں۔ البتہ ہر چیز کا موقع ومحل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حد سے تجاوز کرنے والے اور کتاب وسنت پر سرکشی کرنے والے پر سختی کا حکم دیا ہے۔ ایسے شخص سے سخت گفتگو حکم الٰہی کی اطاعت ہے نہ کہ نرم گفتگو۔

اس مناظرہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خوب واضح کردیا کہ وہ عقیدہ کے باب میں کسی مسلک وامام کے پیچھے نہیں چلتے ہیں بلکہ صرف سلف صالح کی پیروی کرتے ہیں اور یہی نجات وفلاح کی راہ ہے۔ آپ کے مخالفین جب کسی اعتراض وغلطی کو ثابت نہ کرسکے تو یہ کہہ کر پیچھا چھڑانا چاہا کہ یہ تو محض امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عقیدہ ہے یعنی جس طرح فقہیات میں مخالفت باعث حرج نہیں ہے۔ اسی طرح امور عقیدہ میں مخالفت باعث حرج نہیں ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی وقت واضح کردیا کہ آپ نے تمام سلف صالح کے عقیدہ کو جمع کیا ہے۔ انہیں میں امام احمد بھی شامل ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی عقیدہ کے باب میں اس کے علاوہ کوئی اہمیت نہیں کہ آپ نے عقیدہ سلف کی حفاظت کی اور اس راہ میں بڑی مشقتوں کو برداشت کیا اور ہم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے علم وہدایت کو پہنچایا۔ اگر امام احمد رحمہ اللہ اپنی طرف سے کوئی بات کہتے تو ہم اسکو قبول نہ کرتے۔ بلکہ یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ ہے میں نے زندگی بھر کبھی بھی عقیدہ کے باب میں حنبلی مسلک یا غیر حنبلی مسلک کی طرف نہیں بلایا اور نہ اس تفریق کی تائید کی اور نہ اپنے کلام میں کہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ میں تو صرف سلف صالح اور ائمہ امت کے متفقہ عقیدہ کو پیش کرتا ہوں اور میرے مخالفین کو تین سال کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ میری کسی بات کو پہلے تین دور کے اہل علم کے خلاف ثابت کریں۔ میں رجوع کرلوں گا، میں پہلے تین دور (عہد رسالت وعہد صحابہ وعہد تابعین) کے ائمہ کی تعلیمات کوانہیں کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں اوران روایت کردہ اجماع کے الفاظ کا ذکر کرتا ہوں۔ ''عقیدہ کے باب میں میرا کوئی اجتہاد ہےاور نہ مجھ سے کسی بڑے کا۔ عقیدہ تو صرف کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف امت کے اجماع سے لیا جائے گا'' ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بڑی شدومد سے تردید کی کہ وہ حنبلی مسلک کے نمائندہ ہیں بلکہ وہ تو صرف اور صرف سلف صالحین کے عقیدہ کو بیان کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کی غلطیوں وگمراہیوں کو واضح کرتے ہیں۔ عقیدہ کی بنیاد کسی شخصی نظریہ یا مکتب فکر پر نہیں رکھی جائے گی بلکہ صرف کتاب وسنت واجماع سلف صالحین کو بنیاد بنایا جائے گا۔

واسطیہ کے مباحث

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ابتداء ہی میں صراحت کردی کہ وہ فرقہ ناجیہ واہل سنت وجماعت کا عقیدہ پیش کریں گے اور وہ چھ چیزوں پر ایمان ہے۔ اللہ، رسولوں، فرشتوں، آسمانی کتابوں، یوم آخرت اور تقدیر پر ایمان لانا۔ پھر ایمان باللہ کی طویل تشریح کی کیونکہ معتزلہ وجہمیہ وغیرہ نے صفاتِ الٰہی کا انکار یا تاویل کی تھی اس لئے آپ نے قرآنی آیات واحادیث صحیحہ کو بکثرت ذکر کیا جو صفاتِ الٰہی پر دلالت کرتے ہیں بالخصوص صفت علو، صفت استواء علی العرش، صفت کلام اور صفتِ قرب، کی تشریح کی۔ پھر ایمان بالیوم الآخر کی تشریح میں عذاب ونعیم قبر، احوال محشر اور جنت وجہنم کا بیان کیا۔ تقدیر کے مبحث کو کسی قدر وبیان کیا اور واضح کیا کہ آسمانی کتابیں حقیقت میں اللہ کا کلام ہیں نہ غیر اللہ کا کلام ہیں اور نہ اسکے کلام کی تعبیر وروایت ہیں اور چونکہ ایمان بالرسول والملائکۃ میں زیادہ انحراف واقع نہیں ہوا تھا، اس لئے ان کے سرسری ذکر پر اکتفاء کیا۔

رافضیوں کی وجہ سے سبِّ صحابہ رضی اللہ عنہ کی شرمناک بدعت وکفر ظاہر ہوا تھا اس لئے اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سیاسی نزاعات کے متعلق اہل سنت کے مسلک کو واضح کیا اور متصوفین کی تردید کرتے ہوئے آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو مسلک اہل سنت قرار دیا۔ اس مختصر کتاب میں عقیدہ کے

تقریباً اہم امور پر مسلک اہل سنت و جماعت کا بیان ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بعض تصانیف کا اردو میں ترجمہ ہوا ہے۔ اگر چہ ترجمہ کا حق ادا نہ ہوا۔ ترجمہ کرنے والوں نے یونہی رواروی میں ترجمہ کرڈالا اور اردو داں طبقہ معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کما حقہ مستفید نہ ہوسکا۔ ضرورت ہے کہ اہل علم وحق اس جانب توجہ دیں اور علوم ابن تیمیہ کو منظم واحسن شکل میں اردو داں حضرات کے سامنے پیش کریں۔

العقیدة الواسطیة کئی عرب یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے اور اس کی کئی شروح بھی شائع ہوچکی ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے ہندوستان کے بعض عربی اسلامی مدارس نے اس کتاب کو اپنے نصاب میں داخل کیا۔ زیر نظر ترجمہ سے عام قارئین کے علاوہ عربی مدارس کے طلبہ بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

عقیدہ کے بعض اہم مباحث کی طرف شیخ الاسلام نے محض اشارہ ہی کیا ہے۔ حواشی میں کسی قدر وضاحت کی گئی ہے۔

انشاء اللہ یہ ترجمہ سبھی کیلئے مفید ثابت ہوگا۔ اللہ عزوجل اس حقیر سی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین انه سمیع مجیب وصلی الله علی النبی وسلم.

صفی احمد مدنی

طباعت دوم

الحمد للہ کئی سال کے بعد العقیدة الواسطیة کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ اس کتاب سے طلبہ مدارس اور دیگر حضرات نے استفادہ کیا ہے۔ معارف ابن تیمیہ رحمہ اللہ عظیم الشان چیز ہیں۔ جو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتابوں کا مسلسل مطالعہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ اور علم کی گہرائی اور ایمان کی مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور باطل افکار سے بچنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ منہج سلف صالح کی توفیق اللہ کی نعمت ہے اور یہ چیز امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس معمولی سی کوشش کو قبول فرمائے اور ذخیرہ آخرت بنادے اور جن احباب نے اس کتاب کی نشر وطباعت میں تعاون کیا ہے اللہ انہیں جزاء خیر عنایت فرمائے۔ آمین

فضیلۃ الشیخ صفی احمد مدنی حفظہ اللہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۰ فروری ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے، اس نے اپنے رسول کو ہدایت (۱) و دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اللہ عزوجل گواہی کیلئے کافی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی بندگی کے (۲) لائق نہیں، اسکا کوئی حصہ دار نہیں ہے۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور اس کی بندگی کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں (۳) اللہ آپ پر رحمت وسلامتی نازل فرمائے۔ یہ فرقہ ناجیہ (۴) اور قیامت کے قائم ہونے تک اللہ کی طرف سے مدد (۵) یافتہ اہل سنت (۶) وجماعت کا عقیدہ ہے۔ یعنی اللہ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں دوبارہ زندگی پر اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔

☆ **اللہ پر ایمان لانا:** ان صفات پر ایمان لانا جنکی نسبت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی طرف کی ہے اور ان صفات الٰہی پر بھی جن کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔

---

(۱) ہدایت کے لغوی معنی واضح کرنے اور رہنمائی کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِراً وَّاِمَّا كَفُوْراً) ترجمہ: ہم نے انسان کیلئے سیدھی راہ واضح کر دی ہے۔ خواہ وہ شکر گزاری کرے یا ناشکری۔ یہاں ہدایت کے معنی رہنمائی کرنے کے ہیں اس معنی میں ہدایت قرآن ورسول وغیرہ کیلئے استعمال ہوا ہے۔

ہدایت کے معنی جب توفیق والہام کے ہوں تو یہ ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے وہی حق کی طرف دلوں کو راغب کرنے اور پھیرنے پر قادر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ہدایت کی نفی کر دی اور فرمایا: "اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ" آپ جس کو پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

یہاں ہدایت سے مقصود وہ تمام تعلیمات، ہدایات اور اعمال ہیں جن کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

(۲) لا الٰہ الا اللہ یہ وہ کلمہ توحید ہے جس کو تمام انبیاء ورسولوں نے امتوں کے سامنے پیش کیا اور اس کو قبول کرنے کی دعوت دی۔ یہی وہ کلمہ ان کے پیغامات کا خلاصہ اور ان کی تعلیمات کی جڑ ہے۔ لا الٰہ نفی ہے اور الا اللہ اثبات ہے۔ نفی واثبات کے اجتماع نے معنی میں خوب زور پیدا کر دیا ہے۔ تمام معبودان باطل کی نفی اور صرف ایک اللہ کے معبود برحق ہونے کا اقرار واعلان ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوصفتوں بندہ ورسول ہونے کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیا ہے کیونکہ یہی بندہ کی معراج وکمال ہے۔ آپ کے بندہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا تا کہ لوگ آپ کو معبود نہ بنائیں اور رسول ہونے کی صراحت کر دی گئی تا کہ آپ کی اتباع لازم ہو جائے۔

(۴) نجات پانے والا گروہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ماخوذ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر......)

بغیر کسی تحریف وتعطیل (۷) تکییف اور تمثیل کے ایمان لانا ہے۔

اہل سنّت و جماعت کا ایمان ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (الشوریٰ)

اللہ کے جیسا کوئی نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا ہے اور خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ نے جن صفات کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے اہل سنّت ان کا انکار نہیں کرتے ہیں اور نہ کلمات کو ان جگہوں سے (۸) ہٹاتے ہیں۔ نہ اللہ کے نام اور صفات میں ٹیڑھاپن اختیار کرتے ہیں اور نہ ان کو کیفیت دینے کے کوشش کرتے ہیں اور نہ اس کی صفات کو اس کی مخلوق کی صفات کے جیسا قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ پاک ذات نہ اس کا کوئی ہمسر ہے اور نہ اس کے برابر اور نہ کوئی اس کے مقابل۔ اس پاک وبلند ذات کو اس کی مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بے شک وہ اپنے آپ کو اور (۹) دوسروں کو خوب جاننے والا ہے اور بیان کرنے میں مخلوق سے اچھا و سچا ہے۔ پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذات الٰہی کے تعارف میں سچے ہیں۔ اللہ نے ان کی تصدیق کی ہے۔ (۱۰) ان لوگوں (فلسفی و منطقی) کے برخلاف

گذشتہ صفحہ سے...

سارے فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اور میرے ساتھیوں کے طریقے پر ہوں گے۔ (ابوداؤد)

(۵) امام بخاری نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔ اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی اس کے مخالفین اسکو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ (السنۃ)

(۶) سنّت سے مراد سنّت رسول ہے اور جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے یعنی سنّت رسول کو تھامنے والے اور فروعی واجتہادی اختلاف کے باوجود مل جل کر رہنے والے۔

اہل سنّت و جماعت سے مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ عہد صحابہ کے اخیر میں بدعتیں ظاہر ہوئیں اور بعض مسلمانوں نے عقیدہ میں نئی چیزیں ایجاد کیں۔ ان کو اہل البدعت والافتراق کہا گیا اور جو اللہ کے رسول اور آپ کے ساتھیوں کے عقیدہ وفکر پر جمے رہے ان کو اہل سنّت والجماعت کہا گیا انہیں کو سلفِ صالحین کہا جاتا ہے۔

ایمان باللہ میں سب سے اہم صفات الٰہی پر ایمان ہے، اس بحث کو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے ذکر کیا اور قرآن کریم واحادیث صحیحہ میں وارد شدہ تقریباً تمام صفات الٰہی کا ذکر کردیا۔ اللہ عزوجل کیلئے جو صفات قرآن کریم میں بیان کی گئیں ہیں ان میں علم، حیات، حکمت، باخبر ہونا، قدرت، رزاقیت، سمع، بصر، مشئیت، ارادہ، ہدایت دینا و گمراہ کرنا، احسان، انصاف، محبت، مغفرت، رحمت، راضی ہونا، نارض ہونا، نزول کلام، بے نیازی، معاف کرنا، قدرت، غلبہ، بے مثل ہونا، استواء، علو، معیت اور دیدار الٰہی کی صفات ہیں ان کے علاوہ ذات الٰہی کی صفات ہیں۔ ذات الٰہی کیلئے وجہ، ید، رِجل اور نفس کا ذکر ہے، اور اس کی یکتائی و بے مثالی کو متعدد آیات میں واضح کیا گیا ہے۔

صفات الٰہی کے باب میں سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ وہ تمام صفات (بقیہ اگلے صفحہ پر...)

جواللہ کی طرف سے ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جنہیں ان کا علم نہیں ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالِمِیۡنَ(الصف: ۱۸۰۔۱۸۲) ترجمہ:مشرکین کی باتوں سے آپ کے پروردگار کی پاکی ہو جو غلبہ کا پروردگار ہے اور رسولوں پر سلامتی ہو اور ساری تعریف اللہ کیلئے سزاوار ہے جو جہانوں کا پرودگار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے مخالفین کی قیاس آرائیوں سے اس کی ذات کو پاک قرار دیا اور رسولوں پر سلامتی بھیجی ہے کیونکہ ان کی تعلیمات نقص وعیب سے پاک ہیں۔اس پاک ذات نے اپنی ذات کے تعارف میں نفی اور اثبات کو جمع کیا ہے(۱۱) رسولوں کی تعلیمات کو اہل سنت و جماعت چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ وہی صراط مستقیم ہے۔نبیوں،صدیقوں،شہداء اور صالحین کا راستہ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔اس اجمالی بیان میں ان صفات الٰہی پر ایمان بھی داخل ہے جن کو اللہ نے سورۃ اخلاص میں اپنی ذات کے تعارف میں ذکر کیا ہے۔سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔(۱۲)

(گذشتہ صفحہ سے...) جو اللہ عزوجل کیلئے قرآن واحادیث میں وارد ہیں۔ان پر ایمان لاتے ہیں۔ان کلمات کے معانی پر یقین کرتے ہیں اور ان صفات کی کیفیت کی تحدید وتفسیر کے پیچھے نہیں پڑتے بلکہ کہتے ہیں یہ صفات مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں۔کیونکہ مخلوق کمزور وعاجز ہے۔اس لئے اس کی صفات بھی کمزور ہونگی اور اللہ انتہائی عظمت وشان والا ہے۔اسکی صفات بھی انتہائی عظیم الشان وباکمال ہیں،انسانی ذہن ان کی ابتدائی کیفیت کو پاسکتا ہے اس کی انتہائی کیفیت انسانی ذہن وسمجھ سے بہت دور ہے۔

منکرین صفات اللہ عزوجل کی صفات کو اپنی صفات پر قیاس کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان صفات سے فلاں نقص وعیب ثابت ہوتا ہے۔اس لئے ان کی نفی یا تاویل کرتے ہیں۔صفات الٰہی کو اپنی صفات پر قیاس کرنے سے گمراہی پیدا ہوتی ہے۔انسان صفات الٰہی کو اپنی صفات پر قیاس نہ کرے تو گمراہی سے بچ جائے گا۔قرآن کریم میں صفات الٰہی کا اتنی کثرت سے بیان ہے کہ ان کا انکار یا تاویل ممکن نہیں ہے اور نہ امت محمدیہ کے سلف صالحین سے انکار یا تاویل ثابت ہے۔

(۷) تحریف کے معنی کلام کو اس کے واضح معنی کے بجائے غیر واضح معنی ومفہوم کے لئے بلا دلیل استعمال کرنا ہے۔ قرآن کریم واحادیث صحیحہ میں جو صفات اللہ عزوجل کیلئے وارد ہیں ان سے بلا دلیل غیر واضح معنی ومفہوم مراد لینا تحریف ہے۔تعطیل کے معنی خالی کرنا ہے اللہ عزوجل کے لئے وارد شدہ صفات کو ان کے معانی سے انکار کر دینا ہے اور صفات الٰہی کو کیفیت دینا تکییف ہے اور صفات الٰہی کو مخلوقات کی صفات کے مثل قرار دینا تمثیل ہے۔

(۸) ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسماء الٰہی میں الحاد کا معنی ہے ان سے اعراض کرنا اور ان اسماء کے ثابت شدہ معانی مفاہیم سے اعراض کرنا ہے۔

الحاد کی کئی قسم ہیں۔(۱) اسماء الٰہی کا بالکل انکار کر دینا (۲) ان کے معنی ومفاہیم کا انکار کر دینا (۳) ان کی باطل تفسیر کرنا (۴) ان اسماء کو مخلوقات کیلئے استعمال کرنا جیسے کسی مخلوق کو غوث یا بندہ نواز یا غریب نواز وغیرہ (۵) مخلوقات کے نام کو اللہ کیلئے استعمال کرنا۔جیسے آسمانی باپ وغیرہ۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر...)

(۱۴)قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (اخلاص)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ وہ اللہ اکیلا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ وہ نہ جنا اور نہ جنا گیا اور اس کا ہمسر کوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی عظیم الشان ذات کے متعلق فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

(گذشتہ صفحہ سے...)

(۹) یہ بات مسلک سلف صالحین کی بنیاد ہے، کیونکہ اللہ عزوجل اپنی ذات وصفات کو مخلوقات سے بہتر جانتا ہے، اور اس کا کلام سچا ہے، اس کے رسولوں نے انتہائی امانتداری کے ساتھ اس کے کلام کو ہم تک پہنچادیا اس لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں واردشدہ صفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔

(۱۰) اللہ عزوجل نے رسولوں کی تعریف کی ہے کیونکہ وہ اللہ کو خوب جانتے تھے معنی ومفاہیم کو واضح انداز میں بیان کرنے پر قادر تھے اور انسانوں کے سچے خیر خواہ تھے۔ اس لئے ان کی تعلیمات میں غلطی یا کمی نہیں ہوسکتی ہے اس کے برخلاف فلسفی ومنطقی وغیرہ جن کی معلومات ناقص ہوتی ہیں اور محض اندازے لگاتے ہیں اور معنی کی اادائیگی میں غلطی کرتے ہیں۔

(۱۱) صفات الٰہی میں نفی اثبات دونوں وارد ہیں۔ اللہ عزوجل نے نقص وعیب وکوتاہی اور مقابل کی اپنی ذات سے نفی کی اور فرمایا: وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (اس کا ہمسر کوئی نہیں ہے) اور اللہ عزوجل نے تمام صفات کمال وجمال وجلال کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی ہے فرمایا: وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اور وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (اور وہ خوب زبردست بڑی حکمت والا ہے) وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (اور وہ بلند عظمت والا ہے)۔

(۱۲) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکین نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پروردگار کا نسب نامہ بیان کرو۔ اللہ عزوجل نے سورۃ اخلاص نازل کی (مسند احمد) اس سورۃ کو ایک تہائی قرآن بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ اس سورۃ میں توحید کے اہم مباحث بیان ہوئے ہیں۔ تمام صفات کمال واحسان میں وہ اکیلا ہے اس کے جیسا کوئی نہیں ہے اور وہ سب سے بالکل بے نیاز ہے اور سارے اس کے محتاج ہیں۔ ''الصمد'' کی شرح میں ابن کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے ''صمد'' وہ سردار ہے جو اپنی سرداری میں کامل ہوگیا، وہ شریف جو اپنے شرف میں مکمل ہوگیا، وہ عظمت والا جو اپنی عظمت میں کامل ہوگیا وہ زبردست بردبار جو اپنی بردباری میں کامل ہوگیا۔ وہ زبردست جاننے والا جو اپنے علم میں مکمل ہوگیا، وہ بڑا دانا جو اپنی دانائی میں مکمل ہوگیا وہ ذات جو تمام سرداری وبڑائی کے اوصاف کو مکمل کرچکی۔ یہی اللہ کی صفت ہے اور یہ اسی کیلئے سزاوار ہے نہ اس کا کوئی مقابل ہے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر...)

ترجمہ: اللہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ انتہائی زندہ خوب تھامنے والا ہے اس کو نہ اونگھ آسکتی ہے اور نہ نیند، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، وہ مخلوق کے ماضی اور مستقبل کو جانتا ہے وہ اسکے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہی چاہے اسکی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ ان دونوں کی حفاظت اسکو تھکاتی نہیں ہے وہ انتہائی بلند خوب عظمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱۴) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (الحدید) ترجمہ: وہ سب سے پہلا ہے اور سب سے آخر تک رہے گا اور سب سے بلند ہے اور سب سے قریب ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۱۵) وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (الزخرف: ۸۴) وہ خوب جاننے والا خوب دانائی والا ہے۔ (۱۶) وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ وہ خوب علم رکھنے والا خوب باخبر ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا (الحدید: ۴) وہ جانتا ہے ان چیزوں کو جو زمین میں داخل ہوتی ہیں اور جو اس سے نکلتی ہیں اور جو اوپر سے نازل ہوتی ہیں اور جو اس میں چڑھتی ہیں۔

(گزشتہ صفحہ سے...) اور نہ کوئی اس جیسا ہے پاکی ہو اس اکیلی زبردست ذات کیلئے۔

(۱۳) آیۃ الکرسی صفات الٰہی کے بیان میں سب سے اہم آیت ہے، امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا، کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظیم الشان آیت کونسی ہے؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہا، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر پوچھتے رہے یہاں تک کہ ابی بن کعب نے کہا، آیۃ الکرسی سب سے زیادہ عظیم آیت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: اے ابوالمنذر یہ علم تمہیں مبارک ہو، بلاشبہ اس آیت کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ عزوجل کی اہم صفات یعنی زندگی، کائنات کی دیکھ بھال، مالکیت، قدرت علم، عظمت اور علو کا بیان ہے۔

(۱۴) امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ. اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں ہے تو آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں ہے۔ تو اوپر ہے تجھ سے اوپر کوئی نہیں ہے تو قریب ہے تجھ سے زیادہ قریب کوئی نہیں ہے۔

(۱۵) حکیم حکمت سے ماخوذ ہے۔ حکیم وہ ذات ہے، جو درست بات ہی کہے اور درست کام ہی کرے، اس سے کوئی لغو و باطل چیز واقع نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا حکیم احکام سے ماخوذ ہے یعنی پختہ کاری۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر...)

(۱۷)وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّافِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ(الانعام: ۵۹)

ترجمہ: اوراس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں صرف وہی ان کو جانتا ہے۔سمندراور خشکی میں جو کچھ ہے وہ اس کو جانتا ہےاور کوئی پتہ بھی گرتا ہےتو وہ اس کو جانتا ہے۔زمین کی تاریکیوں میں جو دانہ بھی ہواور جو بھی خشک وتر چیز ہووہ واضح کتاب میں ہے۔

وَمَاتَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ(فاطر: ۱۱)

ہر مادہ جو حاملہ ہوتی ہے یا جنتی ہے وہ اس کے علم میں ہے۔

لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ وَاَنَّ اللّٰه قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا(الطلاق: ۱۲)

ترجمہ: تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہےاور کہ اللہ نے ہر چیز کا علم سے خوب احاطہ کرلیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْالقُوَّةِ المَتِيْنُ(الذاریات:۵۷)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی خوب روزی دینے والا ہےقوت والا مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيرُ(الشوریٰ)

اس کی جیسی کوئی چیز نہیں ہےاور وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

اوراس نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعاً بَصِيْراً(النساء:۵۸)

بے شک اللہ کیا ہی خوب تم کو نصیحت کرتا ہے بے شک خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

(گذشتہ صفحہ سے...)

حکیم وہ ذات ہے جس کے کام وبات میں نقص وکوتاہی نہ ہو۔

(۱۶)خبیرہ خبرہ سے ماخوذ ہے یعنی اشیاء کا مکمل علم اوران کی تفصیلات کا احاطہ خبیر وہ ذات ہے جس کا علم ہر پوشیدہ وباریک کا احاطہ کرلے۔

(۱۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے ''غیب کی کنجیاں پانچ ہیں اللہ ہی ان کو جانتا ہے''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی۔اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَاتَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ(لقمان:۳۴)

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کی گھڑی کا علم ہےاور وہ بارش کو تھوڑا تھوڑا اتارتا ہےاور رحم میں کیا ہے وہ جانتا ہے کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ وہ کل کیا حاصل کرے گااور کوئی شخص نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں مرے گا یقیناً اللہ ہی خوب علم والا ہے بہت باخبر ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر...)

(۱۸) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (الکہف: ۳۹) اور جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو کیوں نہ کہا ماشاءاللہ نہیں ہے کوئی طاقت مگر اللہ ہی کیطرف سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَااقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ (البقرۃ: ۲۵۳) اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں جھگڑا نہ کرتے اور لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ (المائدۃ: ۱) ترجمہ: تم پر حلال کر دیئے گئے ہیں چوپائے مگر جن کی تلاوت تم پر کی جاتی ہے اور تم حالت احرام میں شکار کو حلال کرنے والے نہ بنو بے شک اللہ فیصلہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ (الانعام: ۱۲۵)

ترجمہ: جس کو اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ چڑھائی پر چڑھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (البقرۃ: ۱۹۵)

ترجمہ: اور احسان کی راہ پر چلو بے شک اللہ احسان کرنے والے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ ترجمہ: اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (الحجرات: ۹)

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (التوبۃ: ۷) ترجمہ: جب تک وہ تمہارے لئے درست رہیں تم ان کے ساتھ درست رہو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۔

---

(۱۸) ارادہ الٰہی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ارادہ کونیہ عامہ: اس کو مشیئت بھی کہتے ہیں۔ جتنے بھی کام اس دنیا میں واقع ہوتے ہیں خواہ اچھے ہوں یا برے، وہ سب ارادہ الٰہی سے واقع ہوتے ہیں۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی۔ یہ زندگی آزمائش ہے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے برائی کی قدرت دی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ نے چاہا واقع ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔

۲۔ ارادہ شرعیہ دینیہ: یہ اللہ عزوجل کی پسندیدہ چیز ہے، جو کبھی واقع ہوتی ہے اور کبھی واقع نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ، اللہ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور وہ تمہارے لئے مشکل کا ارادہ نہیں کرتا ہے۔ ارادہ کونیہ کا واقع ہونا ضروری ہے اور ارادہ شرعیہ کبھی واقع ہوتا ہے اور کبھی واقع نہیں ہوتا ہے۔ ارادہ کونیہ کا پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے اور ارادہ دینیہ پسندیدہ ہی ہوتا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے(۱۹)قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ(آل عمران)
ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت رکھے گا۔اور اس کا فرمان ہے:فَسَوْفَ يَاتِيْ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ(المائدۃ: ۵۴) ترجمہ:عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جو اس سے محبت رکھتے ہیں اور وہ ان سے محبت رکھتا ہے۔

اور اس کا فرمان ہے۔اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ(الصف: ۴) ترجمہ: بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بنا کر جنگ کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

اور اللہ کا فرمان ہے۔وَهُوَ الْغَفُوْرُ (۲۰) الْوَدُوْدُ(البروج: ۱۴)
اور وہ بہت مغفرت کرنے والا۔وہ بہت محبت والا ہے۔
اور اللہ کا فرمان ہے۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،(النمل: ۳۰)
اللہ کے نام سے جو بہت رحم کرنے والا ہے نہایت مہربان ہے۔
رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (غافر: ۷) اے ہمارے رب تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم کے ذریعہ گھیر لیا ہے۔
وَكَانَ بالمؤمنين رحيما(الاحزاب: ۴۳) اور وہ ایمان والوں پر خوب رحم کرنے والا ہے۔
ورحمتي وسعت كل شيء(الاعراف: ۱۵۶) میری رحمت ہر چیز کو شامل ہوگئی ہے۔
وكتب ربكم علىٰ نفسه الرحمة(الانعام: ۵۴) تمہارے پروردگار نے اپنے آپ پر رحم کرنے کو لازم کرلیا ہے۔
وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم وہ بہت مغفرت کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔(یونس:۱۰)
فَاللّٰه خيرٌ حافظاً وهو ارحم الرَّاحِمِين (یوسف:۶۴) پس اللہ بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔اللہ کا فرمان: رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه.(التوبة: ۱۰۰)
اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔

---

(۱۹) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے حب الٰہی کا دعوی کیا۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰه) کو نازل کیا اور ان سے دعوے کی دلیل طلب کی اللہ عزوجل نے اس کی محبت کے حصول کیلئے اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو شرط قرار دیا جو آپ کی کامل پیروی کرے گا اور آپ کے نمونہ کو لازم کرلے گا تو اسی کو اللہ کی محبت ملے گی۔

(۲۰) غفور اسم مبالغہ ہے،غفور وہ ذات ہے جو اپنے خطا کار بندوں کی غلطیوں کو خوب معاف کر دیتی ہے اور مواخذہ نہیں کرتی ہے "ودود" ود سے ماخوذ ہے اور ودود ذات ہے جو اپنے فرمانبرداروں سے خوب محبت کرتی ہے اور مدد و تائید کے ذریعہ سے قریب ہوتی ہے۔

اس کا فرمان ہے(۲۱)وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَاوَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ (النساء:۹۳) اور جو قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

اللہ کا فرمان ہے:ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ (محمد:۲۸)
وہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی ناراضگی کی پیروی کی اور اس کی خوشنودی کو ناپسند کیا۔

فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ(الزخرف:۵۵) جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔اسکا فرمان ہے:وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ(التوبة:۴۶) لیکن اللہ نے ان کے نکلنے کو ناپسند کیا پس انہیں سست کر دیا۔اس کا فرمان ہے:كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ(الصف:۳) اللہ کے پاس بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ باتیں کہو جو تم نہیں کرتے ہو۔

اللہ کا فرمان ہے:هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ(البقرة:۲۱۰) کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ ان کے پاس بادلوں کے سایوں میں آئے اور فرشتے بھی اور معاملہ کا فیصلہ ہو جائے۔

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّاوَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّاصَفًّا(الفجر:۲۱۔۲۲)
ہرگز نہیں جب زمین خوب ہلا دی جائے گی اور آپ کا رب اور صف در صف فرشتے آجائیں گے۔

وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا اور جس دن آسمان بادلوں سے پھٹ پڑے گا اور فرشتے خوب نازل ہوں گے۔اور اللہ کا فرمان ہے:وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اور جلال اور عزت والے آپ کے رب کا چہرہ باقی رہ جائے گا۔

☆(۲۱)اس آیت کی تشریح میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں،اس آیت سے ظاہر ہے کہ قتل عمد کی توبہ قبول نہ ہوگی اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا اور سورۃ نساء کی آیت میں ہے کہ شرک سے کم تر درجہ کا گناہ اللہ کی مرضی کے تحت ہے وہ چاہے تو معاف کر دے۔ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادو ن ذالک لمن یشاء (یعنی اللہ اس کے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرے گا اور اس سے کمتر گناہ کو جس کے لئے چاہے معاف کرے گا) قتل عمد کی آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال مروی ہیں۔

۱۔ہیشگی کی جہنم اس قاتل کیلئے ہے جو قتل کو حلال سمجھتا ہو۔
۲۔قتل عمد کی یہی سزا ہونا چاہیے۔
۳۔اس آیت میں قاتل کو ڈانٹا و پھٹکارا گیا ہے۔
۴۔ہمیشہ کی جہنم سے مقصود لمبی مدت تک جہنم میں رہنا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (قصص:۸۸) ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے۔

اللہ کا فرمان ہے: (۲۲) مَامَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (ص: ۷۵)

تجھے کس چیز نے روکا کہ تو میرے دونوں ہاتھوں سے پیدا کی ہوئی مخلوق کو سجدہ کرے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ (المائدۃ:۶۴) اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے بلکہ انہیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کی اس بات کی وجہ سے ان پر لعنت ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اس کا فرمان ہے: وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (الطور: ۴۸)

بس تم صبر کرو تمہارے پروردگار کے حکم کے مطابق کیونکہ تم ہماری نگاہ میں ہو۔

وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ (القمر ۱۳) اور ہم نے ان کو سوار کرادیا تختوں اور میخوں والی پر۔

تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وہ بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے وہ بدلہ ہے ان کیلئے جن کی ناقدری کی گئی تھی۔

وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ (طه: ۳۹)

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور تا کہ تو میری نگاہ کے سامنے پرورش کیا جائے۔

اس کا فرمان ہے: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ (المجادلة)

تحقیق اللہ نے سن لیا ہے اس عورت کی بات کو جو آپ سے اس کے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی ہے اور اللہ کی جناب میں شکوہ شکایت کر رہی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو کو سن رہا ہے بے شک اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

اس کا فرمان ہے: لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ (آل عمران: ۱۸۱)

البتہ تحقیق اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں۔

☆ (۲۲) ''ید'' کی صفت متعدد آیات واحادیث میں اللہ عزوجل کیلئے وارد ہے۔

منکرین صفات ''ید'' کی تاویل کرتے ہیں اور نعمت وقدرت کے معنی میں لیتے ہیں۔ لیکن آیات کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ ''ید'' حقیقی معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''یدین'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو نعمت قدرت کے معنی میں نہیں آتا ہے اسی طرح داہنا ہاتھ، ہتھیلی، کھولنا، انگلیاں وغیرہ جو ''ید'' کی لوازمات میں سے ہیں۔ احادیث میں وارد ہیں اس لئے اہل سنت ''ید'' کو حقیقی معنی میں لیتے ہیں اور اس کی کیفیت وتفاصیل اللہ عزوجل کی عظمت وکمال کی طرح ہیں جس کا ادراک ہم نہیں کر سکتے۔

اس کا فرمان ہے:اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ(الزخرف:۸۰)

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی چھپی باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں سنتے ہیں۔کیوں نہیں۔ہمارے نگران ان کے پاس بیٹھے لکھ رہے ہیں۔

اِنَّنِي مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى (طه: ۴۶) بیشک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى(العلق:۱۴) کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

اَلَّذِىْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ اِنَّهٗ هُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ(الشعراء:۲۱۹) جو تم کو دیکھتا ہے جب تم نماز پڑھتے ہو اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ تمہارے آنے جانے کو بیشک وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

(۲۳)وَمَكَرُوْاوَ مَكَرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُالْمَاكِرِيْنَ(آل عمران:۵۴)

اورانہوں نے چال چلی اوراللہ نے چال چلی اوراللہ بہترین چال چلنے والا ہے۔

وَمَكَرُوْاوَ مَكْراً وَمَكَرْنَا مَكْراً وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ(النمل:۵۰)

انہوں نے خوب چال چلی اور ہم نے بھی ایک چال چلی اور وہ محسوس نہیں کررہے ہیں۔

اس کا فرمان ہے:اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْداًوَّ اَكِيْدُ كَيْداً(الطارق:۱۶.۱۵)

یقیناً وہ خوب چال چلتے ہیں اور میں بھی ایک چال چلتا ہوں۔

اس کا فرمان ہے:اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْتُخْفُوْهُ اَوْتَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا(النساء:۱۴۹) اگر تم کسی بھلائی کو ظاہر کرو یا اسکو پوشیدہ رکھو یا کسی ظلم کو معاف کردو بے شک اللہ خوب معاف کرنے والا خوب قدرت والا ہے۔

وَلْيَعْفُوْاوَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌرَّحِيْمٌ(النور:۲۲)

چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کردے اور اللہ خوب مغفرت کرنے والا خوب رحم کرنے والا ہے۔

---

(۲۳) یہ صفات مقابلہ کا بیان ہے۔مکر،کید اور استہزاء وغیرہ صفات مقابلہ ہیں جو مقابلہ میں استعمال ہوتی ہے یعنی وہ چال چلتے ہیں اور اللہ چال چلتا ہے۔ان صفات سے نام مشتق کرنا جائز نہیں ہے۔محض چال چلنا،مکر کرنا صفت کمال نہیں ہے۔البتہ مکر کا مقابلہ کرنا قوت کی علامت ہے۔

اس کا فرمان ہے: (۲۴) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون: ۸)
اور اللہ ہی کیلئے غلبہ ہے اور اس کے رسول کیلئے اور ایمان والوں کیلئے۔
اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا قول بیان کیا۔ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ (ص: ۸۲)
پس تیرے غلبہ کی قسم میں ان سب کو ضرور گمراہ کر دونگا۔ اس کا فرمان ہے: تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن: ۷۸) تمہارے جلال اور عزت والے پروردگار کا نام بابرکت ہو۔
اس کا فرمان ہے: فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا (مریم: ۶۵)
پس تم بندگی کرو اور اس کی بندگی پر جم جاؤ کیا تم اس کا کوئی مقابل جانتے ہو۔
وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (اخلاص) اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔
اس کا فرمان ہے: فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ: ۲۲)
تم اللہ کیلئے مقابل نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے ہو کہ اس کا کوئی مقابل نہیں ہے۔
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ (البقرۃ: ۱۶۵)
اور بعض لوگ ہیں جو اللہ کے سوا کو اس کا مقابل ٹھہراتے ہیں وہ ان سے اللہ کے مانند محبت کرتے ہیں.
اس کا فرمان ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (بنی اسرائیل: ۱۱۱)
اور آپ کہہ دیجئے کہ ساری تعریف اللہ کیلئے سزاوار ہے جس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور بادشاہت میں اس کا کوئی حصہ دار نہیں ہے اور کمزوری کی وجہ سے کوئی اس کو مددگار نہیں ہے اور اس کی خوب بڑائی بیان کرو۔
(۲۵) اس کا فرمان: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (التغابن: ۱)
اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں وہ تمام چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

---

(۲۴) عزہ کے معنی غلبہ وقہر کے ہیں اور عزیز وہ ذات ہے جو بالکل غالب ہو۔ عزہ کا دوسرا معنی قوت ومضبوطی ہے۔ عزیز وہ ذات ہے جو انتہائی طاقتور ومضبوط ہو۔ عزہ کا ایک معنی بلندی ودشمنوں کے لئے ناقابل تسخیر ہونا ہے۔ عزیز وہ ذات جو بلند اور ناقابل شکست ہو۔ یہ تمام معانی اللہ عزوجل کے لئے ثابت ہیں۔

(۲۵) بیشک آسمانوں اور زمین کی ساری مخلوقات اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور اسکی تعریف کرتی ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ وہ ذات انتہائی علم وقدرت وغلبہ وحکمت وتدبیر ورحمت والی ہے۔ جمادات کی تسبیح کے متعلق اہل علم میں اختلاف ہوا کہ وہ زبان حال سے اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں یا زبان قال سے؟ صحیح بات تو یہ ہے کہ تمام جمادات ومخلوقات زبان حال وقال دونوں سے اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں۔

اوراسی کا فرمان ہے:تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۨ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا(الفرقان: ۲.۱)

بابرکت ہے وہ ذات جس نے فرقان کوتھوڑاتھوڑا اپنے بندہ پر نازل کیا تاکہ وہ جہانوں کیلئے ڈرانے والا ہوجائے وہ وہی ذات ہے جس کیلئے آسمانوں اورزمین کی ملکیت ہے اوراس نے کوئی اولادنہیں بنائی اوراس کی بادشاہت میں کوئی حصہ دارنہیں ہےاوراس نے ہر چیز کو پیدا کیا پس اس کا خوب اچھا اندازہ لگایا.

اوراس کا فرمان ہے:مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَہٗ مِنْ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَھَبَ کُلُّ اِلٰہٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ .عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ(المومنون: ۹۱.۹۲)

اللہ نے کوئی اولادنہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے ورنہ معبود اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور ان میں کا ایک دوسرے پر چڑھائی کی کوشش کرتا۔

اللہ کی پاکی ہواس عیب ونقص سے جو وہ اللہ کی ذات کی طرف منسوب کرر ہے ہیں۔وہ حاضر وغائب کا خوب جاننے والا ہے پس وہ بلند ہے اس چیز سے جس کو وہ اس کے ساتھ شریک کرر ہے ہیں۔

اللہ نے فرمایا:(۲۶)فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰہِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: ۷۴)

تم اللہ کیلئے مثالیں بیان مت کرو یقیناً اللہ جانتا ہےاورتم نہیں جانتے ہو۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَمِنْھَا وَمَابَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِالْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَالَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(الاعراف: ۳۳)

آپ کہہ دیجئے میرے پروردگار نے کھلی اورچھپی بے حیائیوں کو اور گناہ اور ناحق ظلم کو بالکل حرام قراردیا ہے اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ اس چیز کو شریک کرو جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور کہ تم اللہ کی نسبت وہ بات کہو جس کو تم نہیں جانتے ہو۔

---

(۲۶) اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کو مخلوقات کی ذات وصفات سے تشبیہ دینے کی ممانعت ہے۔صفات الٰہی کے باب میں نہ قیاس تمثیل جائز ہے اور نہ قیاس شمول.اس باب میں صرف قیاس اولی ہی جائز ہے۔ ہر کمال و جمال وخوبی جو مخلوقات میں پائی جاتی ہے وہ اللہ ہی کیطرف سے آئی ہے اس لئے وہ صفات کمال ذات الٰہی میں بدرجہ اولٰی پائی جائیں گی۔عیوب ونقائص خود مخلوقات کی بداعمالیوں اور غلط تصرفات سے واقع ہوتے ہیں اور اللہ کی ذات ہر قسم کے عیب ونقص وکمزوری سے بالکل پاک ہے۔

اللہ کا فرمان ہے: (۲۷) اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰہٰ: ۵)

رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔ قرآن کریم میں سات مقامات پر استواء کا ذکر ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الاعراف: ۵۴) بیشک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

سورہ یونس میں ارشاد ہوا: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (یونس: ۳) بیشک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

سورہ رعد میں فرمایا: اَللّٰهُ الَّذِىْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (رعد: ۲) اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو نظر نہ آنے والے ستون کے بغیر بلند کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

سورہ طٰہٰ میں کہا: اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰہٰ: ۵) رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔

سورہ فرقان میں کہا: ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (فرقان: ۵۹) پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

سورہ الم سجدہ میں کہا: اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (الم سجدہ: ۴) اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

سورہ حدید میں ارشاد ہوا کہ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ (حدید: ۴) وہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔

اس کا فرمان ہے: يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ (آل عمران: ۵۵)

اے عیسیٰ بیشک میں آپ کو لینے والا ہوں اور میری طرف آپ کو اٹھانے والا ہوں۔

---

(۲۷) قرآن کریم کی سات مختلف آیات میں اللہ عزوجل کیلئے عرش پر مستوی ہونے کا ذکر ہے۔ جب استوی کا صلہ علی سے آئے تو اس کا معنی بلند ہونا اور اونچا ہونا ہی ہوگا۔ ابن القیم رحمہ اللہ نے قصیدہ نونیہ میں ذکر کیا ہے کہ سلف صالحین سے استواء علی العرش کی تفسیر میں چار کلمات استقر، علا، ارتفع اور صعد وارد ہیں۔ استواء کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ سے ایک شخص نے استواء کی کیفیت دریافت کی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کے سوال سے دہشت زدہ ہو گئے کہ صفات الٰہی میں بحث کی جائے۔ آپ کا چہرہ پسینہ سے شرابور ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: الاستواء معلوم والکیف مجھول والایمان بہ واجبٌ والسوال عنہ بدعۃ یعنی استواء کا معنی معلوم ہے اور اسکی کیفیت کا علم نہیں ہے اس صفت پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی کیفیت کے متعلق کھوج کرنا بدعت ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تفصیل تمام صفات الٰہی پر منطبق ہوگی۔

(۲۸)بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ(النساء:۴) بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔
اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ(الفاطر:۱۰)
اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے۔
يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ.اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَ ظُنُّهُ كَاذِبًا (المومن:۳۶۔۳۷)اے ہامان تو میرے لئے ایک عمارت بنا شاید کہ میں آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچوں پھر موسیٰ کے پروردگار کو جھانک کر دیکھوں بیشک میں اسکو جھوٹا سمجھتا ہوں۔
ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ(الملک:۱۶.۱۷)
کیاتم اس ذات سے بےخوف ہوگئے ہو جو اوپر ہے تم کو زمین میں دھنسا سکتا ہے اور وہ خوب ہل رہی ہوگی یا تم اس ذات سے بےخوف ہوگئے ہو جو اوپر ہے کہ بھیجے وہ تم پر کنکریلی آندھی۔تم عنقریب جان لوگے کہ میرا ڈراوا کیسا ہے؟
اللہ کا فرمان ہے:هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ (۲۹)اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(الحديد:۴)
وہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش کے اوپر ہوگیا وہ جانتا ہے ان چیزوں کو جو زمین میں داخل ہوتی ہیں اور جو اس سے نکلتی ہیں اور جو اوپر سے اترتی ہیں اور جو ان میں چڑھتی ہیں۔وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم رہو اور اللہ جو کچھ تم کررہے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔
اللہ کا فرمان ہے:مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ(المجادلة:۷) نہیں ہوتی ہے تین کی سرگوشی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی مگر وہ ان کا چھٹواں ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔جہاں بھی وہ رہیں پھر وہ ان کو قیامت کے دن ان کے عمل سے آگاہ کردے گا۔بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

---

(۲۹)صفت معیت کا بیان ہے۔معیت الٰہی دو قسم کی ہے۔معیت عامہ اور معیت خاصہ
۱۔معیت عامہ: تمام مخلوقات کیلئے ہے اللہ عزوجل ہر مخلوق کی نگرانی کرتا ہے۔اس سے باخبر ہے اور جب چاہے اسکو پکڑنے پر قادر ہے۔
۲۔معیت خاصہ: یہ صرف فرمانبردار بندوں کیلئے ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت وتوفیق کے ذریعہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہے۔
معیت میں خالق ومخلوق کا اتحاد ویا دونوں کا ایک دوسرے میں حلول کرنا نہیں ہے۔بلکہ قرآنی آیات واحادیث اور لغت اسکی نفی کرتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا: لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبة: ۴۰) تم مت ڈرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی (طٰہ: ۴۶) بیشک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سنوں گا اور دیکھوں گا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ (النحل: ۱۲۸)

بیشک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور جو ان کے ساتھ احسان کی راہ پر چل رہے ہیں۔

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ (الانفال: ۴۶) اور صبر کرو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرة: ۲۴۹)

کتنے ہی چھوٹے گروہ بڑے گروہوں پر اللہ کی اجازت سے غالب آ گئے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اس کا فرمان ہے: (۳۰) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلاً (النساء: ۱۲۲) اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ (المائدہ: ۱۱۶)

اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ کہے گا، اے مریم کے بیٹے عیسیٰ۔ اللہ کا فرمان ہے: وَکَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَکْلِیْماً (النساء: ۱۶۴) اور اللہ نے موسیٰ سے خوب گفتگو کی ہے۔

وَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ (الاعراف: ۱۴۳) اور جب آئے موسیٰ ہماری ملاقات کیلئے اور ان سے گفتگو کی ان کے پروردگار نے۔

وَنَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا (مریم: ۵۲) اور ہم نے ان کو پکارا طور کے داہنی جانب میں اور ہم نے ان کو قریب کر لیا سرگوشی کرتے ہوئے۔ اللہ نے فرمایا: وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (الشعراء: ۱۰) اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ تمہارے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ تم ظالم لوگوں کے پاس جاؤ۔

وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَةِ (الاعراف: ۲۲) اور پکارا دونوں کو ان کے پروردگار نے کہ کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔

اللہ کا فرمان ہے: وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ (القصص: ۶۵)

اور وہ اس دن انہیں پکارے گا اور کہے گا تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔

☆(۳۰) صفت کلام کے باب میں اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل جب چاہتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے گفتگو کرتا ہے اور اسکی آواز اس شخص کو سنائی دیتی ہے۔ قرآن میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ علیھم الصلاۃ والسلام سے کلام کیا۔ صفت کلام قدیم صفت ہے اور اسکی مشیئت سے متعلق ہے۔ ان آیات میں صفت کلام کا واضح اثبات ہے اور معتزلہ کی تردید ہے جو صفت کلام کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح اشاعرہ کی بھی تردید ہے جو کلام نفسی کے قائل ہیں۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ(التوبة:٦) اوراگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کے کلام کو سن لے۔

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ(البقرة:٧٥) اوران میں کا ایک گروہ اللہ کے کلام کو سنتا تھا پھر وہ اس کو سمجھنے کے بعد اس میں جانتے بوجھتے تحریف کرتا تھا۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ(الفتح:١٥)

وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے کلام کو تبدیل کر دیں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے پیچھے نہ آنا ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کہہ دیا ہے۔

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَامُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ(الكهف:٢٧)

آپ تلاوت کیجئے جو وحی کی جارہی ہے۔آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی کتاب سے۔اس کے کلمات کو تبدیل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اللہ کا فرمان ہے:

(بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر واضح کرتا ہے ان اکثر چیزوں کو جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ(النمل:٧٦)

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ(الانعام:٩٢)

(اور یہ مبارک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔)

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ(الحشر:٢١)

اگر ہم اتارتے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر البتہ تم دیکھتے اس کو اللہ کے خوف سے ڈرا ہوا پھٹا ہوا۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ(النحل:١٠١) اور جب ہم کسی آیت کو کسی دوسری آیت کی جگہ بدل دیتے ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے وہ کہتے ہیں بس تم گھڑنے والے ہو بلکہ ان میں کے اکثر نہیں جانتے ہیں۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ(النحل:١٠٢) آپ کہہ دیجئے اس کو اتارا ہے روح القدس نے تمہارے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ تا کہ ثابت رکھے ایمان والوں کو اور ہدایت و بشارت ہے فرمانبرداروں کیلئے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ(النحل:١٠٣) اور البتہ تحقیق ہم جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کو ایک انسان

سکھلاتا ہے جس کی زبان کی طرف منسوب کررہے ہیں عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (۳۱) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القيامة: ٢٢.٢١)

کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔

عَلَى الْاَرَائِکِ يَنْظُرُوْنَ (المطففين: ٢٣) وہ گاؤتکیوں پر ٹیک لگائے دیکھ رہے ہوں گے۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (يونس: ٢٦) جن لوگوں نے بھلائی کی ان کیلئے جنت ہے اور مزید ہے۔ اللہ نے فرمایا: لَهُمْ مَّا يَشَآؤُنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ (ق: ٣٥)

ان کیلئے جنتوں میں جو چاہیں گے ملے گا اور ہماری طرف سے مزید ملے گا۔

☆☆(۳۲) صفات الٰہی کا ذکر اللہ کی کتاب میں کثرت سے ہے۔ جو قرآن میں ہدایت کیلئے غوروفکر کریگا۔ اس کیلئے حق راہ واضح ہو جائے گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اثبات صفات الٰہی ہے۔ کیونکہ سنت قرآن کی تفسیر کرتی ہے۔ اسکو واضح کرتی ہے اس پر دلالت کرتی ہے اور اس کے معنی کو بیان کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار عزوجل کی جن صفات کو بیان کیا ہے اور وہ صحیح روایات میں منقول ہیں اور ان کو امت نے قبول کیا ہے۔ ان صفات الٰہی پر اسی کے مطابق ایمان لانا ضروری ہے۔ انہیں احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے:

(۳۳) يَنْزِلُ رَبُّنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ، فَيَقُوْلُ، مَنْ يَدْعُوْنِىْ فَاسْتَجِيْبَ لَهٗ؟ مَنْ يَسْاَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَ لَهٗ؟ (متفق عليه)

ہمارا پروردگار ہر رات کے آخری تیسرے حصہ میں قریبی آسمان کی طرف اترتا ہے، پس وہ کہتا ہے کون مجھے پکارے گا کہ میں اس کی پکار کو قبول کروں کون مجھ سے مانگے گا کہ میں اس کو دوں۔ کون مجھ سے معافی چاہے گا کہ میں اس کی مغفرت کروں؟۔ (متفق علیہ)

---

(۳۱) ایمان والوں کو جنت میں دیدار الٰہی حاصل ہوگا۔ متعدد آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ مومنین اللہ عزوجل کو اسطرح دیکھیں گے جس طرح کے چاند کو بغیر مشقت کے دیکھتے ہیں اور یہ دیدار الٰہی سب سے بڑی نعمت ہوگی۔

(۳۲) مذکورہ آیات میں اللہ عزوجل کی دونوں قسم کی صفات کا بیان ہوا ہے۔ صفات ذاتیہ اور صفات فعلیہ سلف صالحین بغیر کسی تفریق کے تمام وارد شدہ صفات الٰہی پر ایمان لاتے تھے۔ تاویل وتعطیل وتشبیہ ان کا مسلک نہ تھا۔ سلف صالحین کے مسلک کے برخلاف فرقہ جھمیہ تمام اسماء وصفات کی نفی کرتا ہے اور فرقہ معتزلہ صفات کی نفی کرتا ہے اور اسماء کو مانتا ہے اور فرقہ اشعریہ سات صفات پر ایمان لاتا ہے اور وہ "حیات"، قدرت، علم، ارادہ، سمع، بصر اور کلام" ہیں اور دیگر صفات کی تاویل کرتا ہے۔

(۳۳) اس حدیث میں صفت نزول کا ذکر ہے۔ ذھبی رحمہ اللہ نے "العلو للعلی الغفار" میں فرمایا: نزول رب کی احادیث متواتر ہیں۔ جو یقین کا فائدہ دیتی ہیں اس لئے صفت نزول کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر..)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: (۳۴) اَللّٰـہ اَشَـدُّ فَـرَحاً بَتَوبَةِ عَبْدِهٖ الْمُؤْمِنِ التَّائِبِ مِنْ اَحَـدِكُمْ بِرَاحِلَتِهٖ (متفق علیه) البتہ اللہ اپنے توبہ کرنے والے بندے کی توبہ سے اس مسافر سے زیادہ خوش ہوتا ہے، جو اپنی سواری کو گم کر کے اسے پا لے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَضْـحَكُ اللّٰـهَ اِلٰی رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ (متفق علیه) اللہ ان دونوں آدمیوں سے خوش ہوتا ہے جن میں کا ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے۔ پھر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَـجِبَ رَبُّـنَـامِنْ قُنُوْطِ عِبَادِهٖ وَ قُرْبِ خَيْرِهٖ، يَنْظُرُ اِلَيْكُمْ ازِلِيْنَ قَنِطِيْـنَ فَيَظَلُّ يَضْحَكُ يَعْلَمُ ،اَنَّ فَرَجَكُمْ قَرِيْبٌ (حدیث حسن) ہمارا پروردگار اپنے بندوں کی مایوسی اور خیر کی نزدیکی پر تعجب کرتا ہے۔ وہ تمہیں مایوس پریشان دیکھتا ہے وہ ہنستا ہے وہ جانتا ہے کہ تمہاری آسانی قریب ہے۔

(گذشتہ صفحہ سے...)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سورہ اخلاص کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اہل سنت و جماعت اللہ تعالیٰ کیلئے حقیقت میں صفت نزول کو مانتے ہیں۔ اسی کیفیت کے مطابق جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اہل سنت دیگر صفات کی طرح جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔ صفت نزول کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ اسی پر رک جاتے ہیں۔ نہ کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال دیتے ہیں اور نہ انکار کرتے ہیں اور نہ معنی سے خالی قرار دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ اترتا ہے اور یہ نہیں بتلایا کہ کیسے اترتا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ جو چاہتا ہے خوب کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔

اسی لئے تم خواص اہل ایمان کو دیکھو گے کہ وہ اس بزرگ وقت میں اپنے پروردگار کی عنایتوں وعطیوں کو تلاش کرتے ہیں اس کی بندگی کیلئے خشوع وخضوع، عجز وانکساری کے ساتھ دعا کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور اس سے اپنی ان مطلوب چیزوں کی امید رکھتے ہیں جن کا اس نے اپنے رسول کے ذریعہ وعدہ کیا ہے۔

(۳۴) امام بخاری رحمہ اللہ نے مکمل حدیث یوں روایت کیا ہے، بندۂ مومن کی توبہ سے اللہ عزوجل کو اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو کسی چٹیل ہلاکت خیز صحراء میں سفر کر رہا ہو اور اس کے ساتھ اس کی سواری کی اونٹنی ہے جس پر اس کا توشہ اور اس کا پانی ہے۔ پھر وہ شخص راستہ میں اترا اور اپنی سواری کو اپنے سرہانے چھوڑ کر سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو اس کی اونٹنی گم ہو چکی تھی۔ وہ اسکو خوب تلاش کیا مگر اس کو پا نہ سکا۔ یہاں تک کہ شدت پیاس کی وجہ سے مرنے لگا، اس نے اپنے جی میں کہا، جہاں میری سواری تھی وہیں جا کر مروں گا۔ اس مقام پر پہونچا اور سو گیا، پھر بیدار ہوا تو اسکی وانٹنی اس کے سرہانے تھی۔ اس نے کہا ''اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں'' خوشی کی شدت میں غلطی کر گیا۔ (کتاب الدعوات)
اس حدیث میں اللہ عزوجل کیلئے خوش ہونے کا اثبات ہے، یہ صفت بھی دیگر صفات کی طرح ہے کہ اس کی خوشی اور اس کا ہنسنا اس کی شان وکبریائی کے مناسب ہوگا۔ ہم ان صفات الٰہی پر ایمان لاتے ہیں، نہ انکار کرتے ہیں اور نہ تاویل۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيهَا وَهِيَ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا رِجْلَهُ''وفی روایۃ'' عَلَيْهَا قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَتَقُولُ، قَطْ،قَطْ''(متفق علیہ) جہنم میں برابر ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی ہوگی کچھ اور ہے کچھ اور ہے۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل اس پر اپنا پیر رکھے گا تو وہ سکڑ جائے گا اور کہے گی بس بس۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَقُولُ تَعَالٰى يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادِيْ بِصَوْتٍ،اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثاً اِلَى النَّارِ(متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے میں حاضر ہوں بلند آواز سے کہا جائے گا۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم تمہاری اولاد میں آگ کا حصہ نکالو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ'' تم میں سے ہر شخص سے اس کا پروردگار عنقریب گفتگو کرنے والا ہے۔ بندہ اور پروردگار کے درمیان کوئی مترجم نہ ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے منتر میں فرمایا: رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ، اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ ،اِجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الاَرْضِ اِغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا،اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ،اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ فَيَبْرَا''(حدیث حسن رواہ ابوداؤد وغیرہ) اے ہمارے پروردگار! اللہ جو بلندی میں ہے تیرا نام مقدس ہے، تیرا حکم آسمان وزمین میں نافذ ہے جیسا کہ تیری رحمت آسمان میں ہے اسی طرح تو اپنی رحمت کو زمین میں نازل فرما۔تو ہمارے گناہ اور ہمارے غلطیوں کی مغفرت فرما تو اچھے لوگوں کا پروردگار ہے۔تو اپنی رحمت میں سے کچھ رحمت کو اور تیری شفا میں سے کچھ شفاء کو اس بیماری پر نازل فرما جو یہ دعا کرے گا وہ چنگا ہر جائے گا۔

یہ حدیث حسن ہے اسکو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اَلَا تَامَنُوْنِي وَاَنَا اَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ''(حدیث صحیح)

کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھو گے حالانکہ میں اوپر والی ذات کے نزدیک امانت دار ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالْعَرْشُ فَوْقَ السَّمَاءِ وَاللّٰهُ فَوْقَ الْعَرْشِ وَهُوَ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ(حدیث حسن ابوداؤد وغیرہ) اور عرش آسمان کے اوپر ہے اور اللہ عرش کے اوپر ہے اور وہ تمہارے احوال سے باخبر ہے۔(یہ حدیث حسن ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندی سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا، اوپر۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسکو آزاد کردو۔ بیشک یہ ایمان والی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۳۵) ''افضل ترین ایمان یہ ہے کہ تم جان لو کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم رہو'' یہ حدیث حسن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز کیلئے کھڑا ہوتو اپنے سامنے ہرگز نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی طرف یقیناً اللہ اس کے سامنے ہے۔ (اگر تھوکنا ضروری ہے تو) اپنے بائیں طرف یا اپنے پیر کے نیچے۔ (متفق علیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبعِ وَربَّ العَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیٍٔ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰیٰ، مَنزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالِانْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ، أعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اَنْتَ الأوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیٌٔ وَاَنْتَ الأخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیٌٔ وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیٌٔ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیٌٔ وَاقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنْ الْفَقْرِ'' (رواہ مسلم) اے اللہ سات آسمانوں کے پروردگار اور عرش عظیم کے پروردگار! اے ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار! دانے اور گٹھلی کے پھاڑنے والے! توریت، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں میرے نفس کے شر سے اور ہر چوپایہ کے شر سے، تو اس کی پیشانی تھامنے والا ہے۔ تو پہلا ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں ہے۔ تو آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں ہے تو میرے قرض کو ادا کردے اور مجھ کو فقیری سے بے نیاز کردے۔ (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے سفر میں بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَیُّھَا النَّاسُ اَرْبِعُوْا عَلیٰ اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمّاً وَالَا غَائِباً اِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا بَصِیْراً قریباً. اِنّ الَّذِیْ تَدْعُوْنَہٗ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِہٖ'' (متفق علیہ) اے لوگو! اپنے آپ کو ہلکان نہ کرو بیشک تم نہ کسی گونگے کو پکار رہے ہو اور نہ کسی غائب ذات کو تم تو اس ذات کو پکار رہے ہو جو بہت سننے والی ہے بہت دیکھنے والی ہے بہت قریب ہے جس کو تم پکار رہے ہو وہ تم سے تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

---

(۳۵) اللہ تمام مخلوقات کے ساتھ ہے۔ یہ صفت معیت ہے، معیت الٰہی دو طرح کی ہے۔ ا۔ معیت عامہ۔
۲۔ معیت خاصہ، معیت عامہ یعنی اللہ عزوجل تمام مخلوقات کی نگرانی کر رہا ہے اور ان پر قادر ہے۔
معیت خاصہ یعنی اس کے فرمانبردار بندوں کے ساتھ اس کی تائید و نصرت شامل حال کر دیتا ہے۔ معیت کا معنی اختلاط نہیں ہے۔ بلکہ خالق کی ذات مخلوقات کی ذات سے بالکل الگ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۳۶) اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا تَضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا (متفق علیہ) تم عنقریب تمہارے پروردگار کو دیکھو گے جیسا کہ چودھویں کی رات چاند کو دیکھتے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم ایک دوسرے پر بھیڑ بھاڑ نہ کرو گے۔ اگر تم سے ہو سکے تو سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے کی نماز کو ضرور ادا کرو۔ یعنی فجر وعصر کی نماز کا اہتمام کرنا۔ (متفق علیہ)

☆☆ اس طرح کی اور احادیث ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کی صفات کے متعلق خبر دی ہے۔ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ان احادیث پر ایمان لاتے ہیں جس طرح کہ وہ قرآن کریم میں بتلائی ہوئی صفات پر ایمان لاتے ہیں۔ بغیر تحریف اور تعطیل اور تکییف کے بلکہ وہ امت کے فرقوں میں سب سے اچھے ہیں جس طرح کہ امت محمدیہ ساری امتوں میں سب سے اچھی ہے۔ (۳۷)

اہل سنت وجماعت صفات الٰہی کے باب میں اہل تعطیل جھمیہ اور (۳۸) اہل تمثیل مشبہ کے بیچ میں ہیں اور افعال الٰہی کے باب میں جبریہ، قدریہ کے بیچ میں ہیں اور وعید الٰہی کے باب میں مرجیہ اور قدریہ وغیرہ کے بیچ میں ہیں۔ ایمان ودین کے اطلاق کے باب میں حروریہ اور معتزلہ اور مرجیہ وجھمیہ کے بیچ میں ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق وہ رافضیوں اور خارجیوں کے بیچ میں ہیں۔

---

(۳۶) اس حدیث سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ (۱) اللہ عزوجل کا مخلوقات سے اوپر ہونا۔ (۲) سب سے عظیم الشان نعمت دیدار الٰہی ہے۔ اہل ایمان جنت میں اللہ سبحانہٗ کے مبارک چہرے کے دیدار سے لطف اندوز ہونگے۔

(۳۷) امت محمدیہ ان تمام امتوں کے درمیان ہے جو افراط وتفریط میں مبتلا ہو گئی تھیں۔ بعض امتوں نے کسی مخلوق میں اتنا غلو کیا کہ اسکو خالق کے حقوق وصفات دیدیئے جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور راہبوں کے متعلق کیا۔ اور یہودیوں نے انبیاء کرام پر اتنا ظلم کیا کہ زکریا ویحییٰ علیہم السلام کو قتل کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی اور ان پر اور ان کی والدہ پر بہتان لگایا۔ لیکن امت محمدیہ ہر رسول کا احترام کرتی ہے اور کسی مخلوق میں غلو نہیں کرتی۔ بعض قوموں نے ہر پاکیزہ وگندی چیز کو حلال کر لیا اور بعض قوموں نے پاکیزہ چیزوں کو بھی حرام کر لیا۔ لیکن امت محمدیہ اس معاملہ میں بھی بیچ کے راہ پر چلتی ہے اور بالخصوص اہل سنت وجماعت افراط وتفریط سے بچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سنت پر گامزن رہتے ہیں۔

(۳۸) صفات الٰہی کے باب میں جھمیہ تمام صفات الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور فرقہ مشبہ صفات الٰہی کو مخلوق کی صفات کے مشابہ قرار دیتا ہے اور اہل سنت صفات الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور مخلوقات کی صفات سے مشابہت کی نفی کرتے ہیں۔ منکرین صفات الٰہی کو جھمیہ کہا جاتا ہے، کیونکہ جھم بن صفوان پہلا شخص تھا جس نے صفات الٰہی کا کھلم کھلا انکار کر دیا۔ اس لئے جو بھی صفات الٰہی کا انکار کرے اسی کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ جھمیہ میں منکرین صفات کے تمام گروہ فلاسفہ، معتزلہ، اشعریہ، اور باطنیہ شامل ہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر....)

(گذشتہ صفحہ سے آگے...)

اہل سنت اچھے و برے تمام افعال کا خالق اللہ کو مانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(واللّٰہ خلقکم وما تعملون) اللہ نے تم کو اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا برائی کا پیدا کرنا برا نہیں ہے بلکہ اس کو اختیار کرنا برا ہے۔جبریہ بندہ کو مجبور محض قرار دیتے ہیں اور معتزلہ تقدیر کی نفی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے برائی کو پیدا نہیں کیا اور اہل سنت و جماعت تقدیر کا اقرار کرتے ہیں اور بندہ کیلئے اختیار و ارادہ کو بھی مانتے ہیں اور ہر چیز کا خالق اللہ ہی کو ٹھہراتے ہیں۔

معصیتوں و نافرمانیوں پر اللہ عزوجل نے عذاب کی جو دھمکی دی ہے اسکو "وعید" کہا جاتا ہے۔اہل سنت کے نزدیک گناہ گار اگر بغیر توبہ کے مرجائے تو اللہ عزوجل کی مشیئت میں ہے۔چاہے تو عذاب دے یا عفو و کرم سے معاف کردے۔

☆قدریہ وغیرہ کے نزدیک گناہ گار کو عذاب دینا ضروری ہے۔

☆مرجیہ کہتے ہیں کہ ایمان ہو تو گناہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔گناہ کبیرہ کا ارتکاب اہل سنت کے نزدیک دائرہ ایمان سے خارج نہیں کرتا۔بلکہ اس کو فاسق مومن کہا جائے گا اور اگر وہ بغیر توبہ کے مرجائے تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو سزا دے۔

اسکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اس کے لئے دعا کی جائے گی۔

☆خوارج اور معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا ارتکاب دائرہ ایمان سے خارج کردیتا ہے۔خارجی اسکو کافر قرار دیتے ہیں۔اور معتزلہ اسکو نہ کافر کہتے ہیں اور نہ مسلمان۔اگر بغیر توبہ کے مرجائے تو دونوں فرقوں کے نزدیک وہ جہنمی ہے۔

☆رافضی اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دیتے ہیں بلکہ کافر قرار دیتے ہیں اور خوارج حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیتے ہیں اور اہل سنت تمام صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں اور ان کو معصوم نہیں سمجھتے ہیں۔ان کی نیکیوں کی نشر و اشاعت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل سے ان کیلئے بلند درجات کو مانگتے ہیں۔

فصل

ہم نے ایمان باللہ کے متعلق جوذکر کیا ہے اس میں ان امور پر ایمان بھی داخل ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر ثابت ہیں اور جن پر سلف امت نے اجماع کیا ہے کہ وہ پاک ذات اس کے آسمانوں کے اوپر ہے اس کے عرش پر ہے۔

(۳۹) اسکی مخلوقات سے جدا ہے اور وہ پاک ذات جہاں بھی مخلوقات ہوں ان کے ساتھ ہے اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ جانتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ (الحدید: ۴)

''وہی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ وہ جانتا ہے ان تمام چیزوں کو جو زمین میں داخل ہوتی ہیں اور جو اس سے نکلتی ہیں اور جو اوپر سے اترتی ہیں اور جو اس میں چڑھتی ہیں اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم رہو اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔''

وہ تمہارے ساتھ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مخلوق سے ملا ہوا ہے ساتھ ہونے کا یہ مفہوم لغت سے ثابت نہیں ہوتا۔ چاند اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوقات اور اس کی عظمت کی نشانیوں میں سے ایک چھوٹی مخلوق ہے اور وہ اوپر ہے لیکن مسافر وغیر مسافر کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ پاک ذات اس کے عرش کے اوپر ہے۔ اپنی مخلوقات کی نگرانی کرتا ہے۔ ان پر غالب ہے۔ ان سے واقف ہے، اس طرح اس کی پروردگاری کے دیگر معانی ومفاہیم سے متصف ہے۔ یہ تمام باتیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور ہمارے ساتھ ہے۔ واقعی وہ سچی ہیں کسی تحریف کی ضرورت نہیں۔ البتہ باطل اوہام وگمان سے بچنا چاہیے۔

مثلاً (فی السماء) کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آسمان اس پر سایہ فگن ہے یا اسکو اٹھائے ہوئے ہے یہ مفہوم تمام اہل ایمان واہل علم کے نزدیک باطل ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی کرسی آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ زائل نہ ہو جائیں اور آسمان کو تھامے ہوئے کہ زمین پر گر نہ پڑے اور اس کی عظمت کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

---

(۳۹) آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور تمام سلف صالحین سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل عرش کے اوپر ہے اور مخلوقات کے ساتھ ہے۔ ساتھ ہونے کا مطلب مخلوقات سے اختلاط نہیں ہے۔ بلکہ ان کی نگرانی اور ان کی مدد کرنا ہے۔ جیسے چاند ہزاروں کلومیٹر دور ہونے کے باوجود زمین پر چلنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اہل تصوف نے معیت کا معنی اختلاط سمجھا۔ اسی لئے گمراہ ہو گئے اور ان میں وحدت الوجود جیسے کفر والحاد کے نظریات رواج پا گئے۔ خالق اور مخلوقات کی ذوات الگ الگ ہیں اور ذات الٰہی مخلوقات کی ذوات سے علیحدہ ہے۔

فصل

ایمان باللہ میں داخل ہے کہ ہم ایمان لائیں کہ اللہ بہت نزدیک ہے۔
(۴۰) دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں صفات کوایک ساتھ ذکر فرمایا:
وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ(البقرة:۱۸۶) ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے میرے متعلق میرے بندے پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ میں بہت نزدیک ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کوسنتا ہوں جب وہ مجھکو بلاتا ہے۔
بس وہ مجھ ہی کو پکاریں اور مجھ پر ایمان لائیں امید کہ سیدھی راہ پائیں گے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان الذی تدعونهٗ اقربُ الٰی احدِکم من عنق راحلتهٖ"
بیشک وہ ذات جس کو تم پکار رہے ہو وہ تم سے تمہاری سواری کی گردن سے زیادہ نزدیک ہے۔
قرآن وحدیث میں اس کی نزدیکی ومعیت کے متعلق جو ذکر کیا گیا ہے وہ اس کے علو اور فوقیت کی نفی نہیں ہے۔ بیشک اس پاک ذات کی تمام صفات میں اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔ وہ نزدیک ہونے کے باوجود نہایت بلند ہے اور اسکی بلندی کے باوجود بہت قریب ہے۔
اللہ اور اس کی کتابوں میں داخل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے☆☆(۴۱) اوپر سے اتارا گیا ہے مخلوق نہیں ہے۔ اسی کی طرف شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں کلام کوادا کیا ہے اور یہ قرآن مجید جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے وہ حقیقت میں اللہ کا کلام ہے دوسرے کا کلام نہیں۔ قرآن کو کلام الٰہی کی ادائیگی یا تعبیر کہنا جائز نہیں ہے جب اسکو لوگ پڑھتے ہیں یا مصحف میں لکھتے ہیں تو وہ حقیقت میں کلام الٰہی سے خارج نہیں ہوتا ہے کلام کی نسبت حقیقت میں اس شخص کی طرف کی جاتی ہے جس نے ابتداء میں اسکو کہا، اس شخص کی طرف نہیں جس نے اسکو نقل کیا یا پہنچایا۔ قرآن کریم حروف ومعانی کے ساتھ اللہ کا کلام ہے۔ صرف حروف بغیر معانی کے کلام الٰہی نہیں ہے اور نہ صرف معانی بغیر حروف کے۔
☆☆ اللہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے میں یہ بھی داخل ہے کہ مومن اللہ عزوجل کو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے کھلم کھلا دیکھیں گے جیسا کہ سورج کو صاف بغیر بدلی والے دن میں دیکھتے ہیں اور جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں اس کے دیکھنے میں بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی ہے۔ مومن اس پاک ذات کو قیامت کے میدان میں دیکھیں گے پھر وہ اس کو جنت میں داخل ہونے کے بعد دیکھیں گے جیسا کہ اللہ چاہے گا۔

---

(۴۰) اللہ عزوجل بندوں کے بالکل قریب ہے۔ وہ پکارنے والوں کی پکار کو فوری سنتا ہے اور بندوں کے اعمال واقوال سے مکمل واقف ہے اور بندگی کو بخوبی ادا کرنے والوں کے بالکل نزدیک ہے۔ اس کا قریب ہونا اس کے عرش پر مستوی ہونے

سے الگ نہیں ہے۔اس کی ذات عرش کے اوپر ہے اوراس کی نگرانی ورحمت بندوں کے بالکل قریب ہے بلکہ ساتھ ہے۔

(۴۱) وہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے۔وہ اللہ کا کلام ہے۔سلف صالحین کا یہی عقیدہ تھا معتزلہ قرآن کو کلام الٰہی نہیں مانتے ہیں بلکہ اس کو مخلوق کہتے ہیں اور کلابیہ قرآن کریم کو کلام الٰہی کی حکایت کہتے ہیں اور اشاعرہ قرآن کریم کو کلام الٰہی کی تعبیر کہتے ہیں۔ یہ سب باطل اقوال ہیں قرآن کریم حقیقت میں کلام الٰہی ہے۔حروف ومعنی دونوں کلام میں داخل ہیں۔

فصل

یوم آخرت پر ایمان میں ان تمام امور پر ایمان لانا داخل ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ۔موت کے بعد ہم قبر کی آزمائش (۴۲) اور قبر کے عذاب اور راحت پر ایمان لاتے ہیں۔رہی آزمائش تو لوگ قبروں میں آمائے جائیں گے۔آدمی سے کہا جائے گا کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا رسول کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط قول کے ذریعہ دنیوی اخروی زندگی میں ثبات قدمی عطا کرے گا۔مومن کہے گا میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں اور شک وشبہ میں مبتلا شخص کہے گا! ہائے افسوس میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو ایک چیز کہتے ہوئے سنا تھا میں نے بھی اس کو کہا تھا۔پھر اس کو لوہے کی ایک گرزے مارا جائے گا وہ ایسی چیخ چیخے گا کہ انسان کے علاوہ سب اس کو سنیں گے اگر اس کو انسان سن لے تو بے ہوش ہوجائے پھر اس آزمائش کے بعد یا تو راحت ہوگی یا عذاب یہاں تک کہ بڑی قیامت ہوجائے اور روحیں جسموں کی طرف لوٹادی جائیں گی پھر قیامت ہوگی جس کی خبر اللہ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کے ذریعہ دی ہے اور جس کے واقع ہونے میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔لوگ اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پیر اور بے ختنہ اللہ رب العالمین کے سامنے حاضری کیلئے نکلیں گے۔سورج ان کے قریب ہوجائے گا اور پسینہ ان کے منہ تک پہنچ جائے گا ترازو گاڑدی جائے گی اور اس کے ذریعہ بندوں کے اعمال تولے جائیں گے۔جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی کامیاب ہوں گے اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔بندوں کے اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے۔کوئی اپنے نتیجہ کو داہنے ہاتھ سے لینے والا ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ سے یا اپنی پیٹھ کے پیچھے سے۔

---

(۴۲) معتزلہ، فلاسفہ اور ملحدین عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں، کیونکہ یہ عقل سے ثابت نہیں ہوا، اور عقل ہی ان کے نزدیک اصل معیار و بنیاد ہے۔صحیح احادیث کو محض اسلئے رد کردیتے ہیں کہ یہ ان کی عقلوں کے خلاف ہے اور آیات قرآن کریم کی من مانی تاویل تحریف کرتے ہیں۔اس کے برخلاف اہل سنت وجماعت احادیث صحیحہ سے جو مضمون ثابت ہو اس کو مانتے ہیں اور اپنے ذہن وفکر کو اس کے مطابق بناتے ہیں۔عذاب قبر بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس لئے برزخی زندگی کے عذاب ونعمت پر ہم ایمان لاتے ہیں قرآن کریم میں بھی عذاب ونعیم برزخ کا ذکر ہے۔

☆☆جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا.اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا(بنی اسرائیل:۱۳) ”اور ہر انسان کا نامہ اعمال ہم اس کی گردن میں لٹکا دیں گے اور قیامت کے دن اس کو کھلی کتاب کی شکل میں نکالیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ لے تو خود آج اپنے لئے فیصلہ کرنے کیلئے کافی ہے“

اور اللہ تعالیٰ مخلوق سے حساب لے گا اور اپنے مومن بندے کے ساتھ تنہا ہوگا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائے گا۔اس کی تفصیل کا بیان قرآن وحدیث میں موجود ہے۔کافروں سے اس شخص کی طرح حساب نہیں لیا جائے گا جس کی نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی۔کیونکہ کافروں کی کوئی نیکی نہ رہے گی۔بس ان کے اعمال گنے جائیں گے۔ان کا شمار ہوگا۔وہ اس سے واقف کرائے جائیں گے پھر وہ جرم کا اعتراف کریں گے قیامت کی میدان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ حوض ہوگا۔جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔اس کی لمبائی ایک مہینہ کی مسافت ہوگی اور اس کی چوڑائی ایک مہینہ کی مسافت ہوگی جو اس سے ایک دفعہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔پل جہنم کی پیٹھ پر گاڑ دیا جائے گا۔یہ وہی پل ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان ہوگا لوگ اس پر اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔کوئی پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے گا اور کوئی بجلی کی طرح اس پر گزر جائے گا اور کوئی آندھی کی طرح اور کوئی عمدہ گھوڑے کی طرح اور کوئی سواری کے اونٹ کی طرح اور کوئی اس کو دوڑتے ہوئے طے کرے گا اور کوئی اس پر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اور کوئی گھسٹتے ہوئے اور کوئی اچک لیا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ پل کانٹے کے ہوں گے جو لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے اچک لیں گے،جو پل صراط کو پار کر لے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔جب لوگ اس پل کو پار کر لیں گے تو جنت وجہنم کے درمیان ایک پل پر روک دیئے جائیں گے ایک دوسرے سے انتقام لیں گے جب ان کے دل آلائشوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے تو ان کیلئے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جنت میں داخل ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے قیامت میں تین سفارشیں (۴۳) ہوں گی۔

---

(۴۳) شفاعت کا ثبوت قرآن کریم کی آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰى(النجم:۲۶) اور کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ہیں ان کی سفارش کچھ بھی کام نہ آسکے گی مگر جو اللہ کی اجازت سے ہو اور اس کے پسندیدہ شخص کیلئے ہو“ جس شفاعت کی نفی کی گئی ہو وہ مشرکین کی خودساختہ سفارش ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر...)

پہلی شفاعت تو اہل محشر کے لئے ہوگی تا کہ ان کا حساب شروع ہو جائے۔ جب تمام انبیاء آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلاۃ و السلام سفارش سے معذرت کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کام ادا کریں گے۔ دوسری شفاعت اہل جنت کے متعلق ہوگی ان کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ یہ دونوں شفاعتیں آپ کیلئے خاص ہوں گی۔

تیسری سفارش ان لوگوں کیلئے ہوگی جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہیں گے۔ اس سفارش میں آپ کیساتھ دیگر انبیاء اور صدیقین وغیرہ شریک ہوں گے۔ اس شخص کیلئے سفارش کریں گے جو جہنم کا مستحق ہو چکا ہوگا کہ وہ جہنم میں داخل نہ ہو اور جو داخل ہو چکا ہے اس کو نکالا جائے گا۔

اللہ عزوجل محض اپنے فضل و رحمت سے کچھ لوگوں کو بغیر کسی سفارش کے جہنم سے نکالے گا اور جنت میں دنیا والوں کے داخلہ کے باوجود جگہ باقی رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اور مخلوق کو پیدا کرے گا اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ہم ان تفاصیل پر ایمان رکھتے ہیں جو اخروی زندگی میں حساب وثواب اور عذاب اور جنت اور جہنم کے متعلق اور آسمان سے نازل شدہ کتابوں اور انبیاء کرام سے منقول تعلیمات میں موجود ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تعلیمات کافی وشافی ہیں جو ان کو تلاش کرے گا وہ پائے گا۔

فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھتا ہے☆☆(۴۴) تقدیر پر ایمان دو درجات پر مشتمل ہے اور ہر درجہ دو چیزوں کو شامل ہے۔

(گزشتہ صفحہ سے آگے...)

جس شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہ مشرکین کی خودساختہ سفارش ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر ہو۔ مشرکین سمجھتے تھے کہ ان کے بزرگ جس کو چاہیں گے سفارش کر کے عذاب سے بچالیں گے۔ اللہ نے اس شفاعت کی نفی کی ہے۔ حساب و کتاب شروع کرنے کی سفارش کو شفاعت عظمیٰ اور مقام محمود کہا جاتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزوجل سے سفارش کریں گے کہ حساب و کتاب شروع ہوا اور اہل موقف کو انتظار کی زحمت سے نجات ملے۔ اللہ عزوجل آپ کی سفارش قبول کرے گا اور فرشتوں کو حساب و کتاب شروع کرنے کا حکم دے گا۔ تب سارے انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کریں گے۔ اسی کو مقام محمود کہا جاتا ہے۔

(۴۴) ایمان کا چھٹا رکن تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ تقدیر کے لغوی معنی اندازہ لگانے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اللہ عزوجل کا مستقبل کے واقعات کو جان لینا ہے۔ تقدیر پر ایمان دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت علم پر ایمان لانا ہے۔ علم الٰہی ماضی حال اور مستقبل کو محیط ہے۔ قیامت تک جو کچھ اس عالم میں واقع ہوگا۔ اللہ عزوجل نے اس کو اس دنیا کی تخلیق سے قبل جان لیا اور اس کو لکھ کر رکھ دیا ہے۔ اس کے علم میں غلطی نہیں ہوسکتی اس لئے ویسے ہی اس عالم میں واقعات پیش آئیں گے جیسا کہ اس نے جانا اور لکھ کر رکھا ہے۔ تقدیر کا معنی انسان کے اختیار کی نفی نہیں ہے۔ بلکہ انسان مختار ہے اور اسی اختیار و عمل کی وجہ سے اسکو جزا یا سزا ملے گی۔ تقدیر کے مسئلہ میں زیادہ گفتگو و بحث سے شکوک وشبہات کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس لئے سلف صالحین اس مسئلہ میں گفتگو و بحث سے منع کرتے تھے۔

اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا اور آسمان و زمین میں جو بھی حرکت و سکون ہے اللہ وسبحانہٗ کی مشیئت سے ہے۔ جس چیز کو وہ نہیں چاہتا اس کی مملکت میں نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ عزوجل موجود و معدوم ہر چیز پر خوب قادر ہے آسمان و زمین میں جو بھی مخلوق ہے اللہ سبحانہٗ ہی اس کا خالق ہے اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے اور نہ اس کے سوا کوئی پروردگار ہے اس کے باوجود اس نے بندوں کو اس کے احکام کی اطاعت اور اس کے رسولوں کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کی نافرمانی سے منع کیا۔ وہ پاک ذات پرہیزگاروں سے محبت کرتی ہے احسان کی راہ پر چلنے والوں اور انصاف کرنے والوں کو پسند کرتی ہے۔ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں سے راضی رہتی ہے وہ فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا ہے اور نہ بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور نہ اپنے بندوں کے کفر سے راضی ہوتا ہے اور نہ بگاڑ کو پسند کرتا ہے۔

بندے حقیقت میں فاعل ہیں۔ اللہ نے ان کے افعال کو پیدا کیا ہے اور بندہ مومن ہے اور کافر ہے۔ نیک ہے اور برا ہے کوئی نمازی ہے اور روزے دار ہے۔ بندوں کو اپنے اعمال پر قدرت ہے اور ان کیلئے ارادہ بھی ہے۔ اللہ ان کا اور ان کے ارادہ کا خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لِمَنْ شَآءَ مِنكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيمَ وَمَا تَشَآءُونَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الانفطار: ۲۹.۲۸)

''تم میں سے جو درست رہنا چاہے تو درست رہے اور تم نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ جہانوں کا پروردگار اللہ چاہے''۔

تقدیر کے اس درجہ کا عام منکرین تقدیر انکار کرتے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو مجوسی کہا۔ بعض تقدیر کا اقرار کرنے والوں نے اتنا غلو کیا کہ بندے سے اس کے اختیار و قدرت کو سلب کر لیا۔ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام و افعال سے حکمتوں اور مصلحتوں کی نفی کرتے ہیں۔

فصل

اہل سنت و جماعت کے بنیادی قواعد میں سے ہے کہ دین و ایمان قول و عمل کا مجموعہ ہے۔ یعنی دل و زبان کا قول اور دل و زبان اور اعضاء کا عمل، اور ایمان اطاعت (۴۵) سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے گھٹتا ہے اور اہل سنت محض نافرمانیوں اور بڑے گناہوں کی وجہ سے اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے ہیں۔ جیسا کہ خارجی کرتے ہیں، نافرمانیوں کے ارتکاب کے باوجود اس سے ایمانی بھائی چارگی ثابت رہے گی۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرة: ۱۷۸)
"پس جس شخص کو اس کے بھائی کی طرف معافی دی گئی ہو تو اس کو چاہیئے کہ بھلے طریقے سے نبھائے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الحجرات: ۹)
"اور گر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کراؤ اور اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر ظلم کرے تو ظلم کرنے والے سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان انصاف سے صلح کراؤ اور انصاف کرو بیشک اللہ انصاف پروروں کو پسند کرتا ہے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات: ۱۰) "ایمان والے تو آپس میں بھائی ہیں تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرادو"

اہل سنت فاسق مسلمان کے اسلام کی بالکل نفی نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کو ہمیشہ کا جہنمی قرار دیتے ہیں جیسا کہ معتزلہ کا مسلک ہے۔ بلکہ مطلق اہل ایمان میں فاسق بھی شامل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (الانفال: ۲) ایمان والے تو محض وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کا دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

---

(۴۵) متعدد نصوص سے ثابت ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ عزوجل نے اہل ایمان کو تین گروہوں میں تقسیم کیا فرمایا: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (فاطر: ۳۲) ترجمہ: پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے ہمارے بندوں میں چن لیا تھا۔ پھر ان میں سے کوئی اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور ان میں کوئی بیچ کی راہ پر ہے اور ان میں سے کچھ اللہ کی اجازت سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں یہی بہت بڑا فضل ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر...)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ولا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن ولا ینتھب نھبۃ ذات شرف یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا مومن". زانی ایمان کی حالت میں زنا نہیں کرتا ہے اور نہ چور ایمان کی حالت میں چور کرتا ہے اور نہ شرابی ایمان کی حالت میں شراب پیتا ہے اور نہ اچکا ایمان کی حالت میں اچک لیتا ہے اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوں۔

ہم کہتے ہیں کہ ایسا شخص ناقص الایمان ہے یا مومن ہے لیکن گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہے پس نہ اسکو کامل مومن کہا جائے گا اور نہ اسکو ایمان کے دائرہ سے بالکل خارج کر دیا جائے گا۔

(گزشتہ صفحہ سے آگے...)

اہل ایمان تین طرح کے ہیں سابقین۔مقتصدین۔ظالم،سابقین وہ اہل ایمان جنہوں نے واجبات و مستحبات کو ادا کیا اور حرام و مکروہ سے دور رہے۔یہی مقربین الٰہی ہیں۔مقتصدین جنہوں نے فرائض کی ادائیگی کی اور حرام سے بچتے رہے اور ظالم جنہوں نے کسی حرام کا ارتکاب کیا یا کسی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔

فصل

اہل سنت و جماعت کے اساسی قواعد میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کیلئے برائی سے دلوں اور زبان کو بچانا ہے(۴۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر: ۱۰)

''وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے ایمان میں سبقت کر گئے ہیں اور تو ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کینہ نہ بنا۔ اے ہمارے پروردگار بیشک تو بہت مہربان ہے، بہت رحم کرنے والا ہے''

اور یہی گروہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا:

لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لو انّ احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفه. (بخاری) میرے ساتھیوں کو گالی مت دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ برابر سونا بھی خرچ کرے تو ان میں سے کسی کے مد کو پہنچ سکے گا اور نہ آدھے مد کو۔'' قرآن و حدیث اور اجماع سے ان کے جو فضائل و مراتب ثابت ہیں انہیں مانتے ہیں اور جو فتح یعنی صلح حدیبیہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور جہاد میں حصہ لیا ان کو فوقیت دیتے ہیں ان پر جو صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لائے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور جہاد میں حصہ لیا اور وہ مہاجرین کو انصار پر فوقیت دیتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں کہ اللہ نے بدر والوں سے کہدیا (وہ تین سو سے کچھ زیادہ ہیں)۔

---

(۴۶) اہل سنت و جماعت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام پر متفق ہیں، ہر صحابی رسول خواہ انہیں مختصر صحبت رسول حاصل ہوئی یا طویل خواہ انہوں نے سیاسی امور میں حصہ لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ تمام کے تمام ہمارے لئے محترم ہیں۔ رافضیوں اور اہل سنت میں اسی بنیاد پر تفریق واقع ہوئی رافضی بہت سے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہتے ہیں اور اہل سنت ان کے باہمی اختلافات اور ان کی اجتہادی غلطیوں وغیرہ کے باوجود ان سب کا احترام کرنا دین و ایمان سمجھتے ہیں اور انہیں معصوم نہیں سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اصحاب نبی کے فضائل و خوبیوں کا بیان ہوا ہے اور اللہ کے نزدیک ان کی تھوڑی سی نیکی بھی بعد والوں کی بڑی سے بڑی نیکی سے بھی زیادہ افضل و محبوب ہے۔ صحابہ کرام میں مختلف گروہ ہیں، سابقین، مہاجرین، انصاری بدری، عشرہ مبشرہ اور اصحاب الرضوان وغیرہ۔

بعض اصحاب نبی کو اسی دنیا میں جنت کی بشارت مل گئی۔ ان میں عشرہ مبشرہ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، علی بن ابی طالب، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اسی طرح حضرت خدیجہ و عائشہ، فاطمہ، ام حرام اور بلال رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

"اعملو ما شئتم فقد غفرت لکم" تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور ایمان رکھتے ہیں کہ جن چودہ سو اصحاب نے حدیبیہ کے درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ ان میں کوئی جہنم میں نہ جائے گا۔ اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدی ہے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور وہ حضرات جن کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی جیسے عشرۂ مبشرہ اور ثابت بن قیس بن شماس وغیرہ ان کو جنتی سمجھتے ہیں اور امیر المومنین حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام سے ثابت حدیث پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بزرگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ کرام سے ثابت حدیث پر ایمان رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بزرگ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں (۴۷) پھر عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تیسرا اور علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بیعت میں ترجیح دی تھی۔ اگر چہ بعض اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ حضرت عثمان افضل ہیں یا حضرت علی۔ البتہ سب حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فوقیت پر متفق ہیں۔ بعض حضرات نے حضرت عثمان کو حضرت علی پر ترجیح دی اور بعض لوگوں نے توقف اختیار کیا۔ لیکن اہل سنت کا اتفاق حضرت عثمان کو حضرت علی پر فوقیت دینے پر ثابت ہو گیا۔ یہ مسئلہ تفضیل عثمان و علی کا مسئلہ، جمہور اہل سنت کے نزدیک ان مسائل میں سے نہیں ہے جس میں اختلاف کرنے والے گمراہ قرار دیا جائے۔ البتہ مسئلہ خلافت میں اختلاف کرنے والے کو ضرور گمراہ قرار دیا جائے گا۔ اس لئے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ابوبکر ہیں پھر عمر، پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں اور جو شخص ان میں سے کسی کی خلافت پر اعتراض کرے وہ اپنے گھر کے گدھے سے زیادہ گمراہ ہے۔

اہل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں سے محبت کرتے ہیں۔ ان سے تعلق خاطر رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو یاد رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر فرمایا: میں میرے گھر والوں کے بارے میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

(۴۷) اہل سنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر متفق ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بعد اختلاف واقع ہوا۔ اکثر اہل سنت کے نزدیک حضرت عثمان حضرت علی سے افضل ہیں اور تمام کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت حق ہے۔ جو ان کی خلافت پر اعتراض کرے وہ گمراہ و بددین ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ بعض لوگ بنو ہاشم پر ظلم کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ ایمان والے نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم سے اللہ کے واسطے اور میری رشتہ داری کی وجہ سے محبت نہ رکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو چن لیا اور اولاد اسماعیل میں کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھکو''۔ (صحیح مسلم)

اہل سنت و جماعت امت کی ماؤں یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے دلی تعلق رکھتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آخرت میں آپ کی بیویاں ہوں گی۔ بالخصوص خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی اکثر اولاد کی ماں ہیں اور سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں اور آپؐ کی مددگار تھیں اور ان کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں بڑا مقام تھا۔ اسی طرح صدیق رضی اللہ عنہٗ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے جن کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی افضلیت ایسی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔ (صحیح بخاری)

اہل سنت ان رافضیوں کے طریقے سے بیزارگی اور بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں جو اصحاب رسول سے بغض رکھتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں اور اسی طرح ناصبیوں کے طریقے سے بھی جو اہل بیت کو زبان وعمل سے تکلیف پہنچاتے ہیں اور اہل سنت و جماعت صحابہ کرام کے باہمی جھگڑوں کے متعلق خاموش رہتے ہیں (۴۸) اور کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کی برائیوں اور عیوب کے متعلق بیان کردہ روایات کچھ جھوٹی ہیں اور کچھ میں کمی وبیشی کی گئی ہے اور کسی کو اس کے مفہوم سے الگ کردیا گیا ہے اور جو واقعی غلطیاں ہیں ان میں وہ لوگ معذور ہیں انہوں اجتہاد کیا یا اجتہاد میں غلطی ہوگئی۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ہر صحابی چھوٹے و بڑے گناہ سے معصوم نہیں ہے بلکہ ان گناہوں کا صدور ہوسکتا ہے اگر ان میں سے کسی سے گناہ ہوا بھی تو ان کے کارنامے اور سابقہ قربانیاں ان کی مغفرت کو واجب کردیتی ہیں۔

ان کی وہ غلطیاں بھی معاف ہوجائیں گی جو بعد والوں کی نہیں ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس وہ نیکیاں ہیں جو برائیوں کو مٹادیں گی اور یہ نیکیاں بعد والوں کے پاس نہیں ہیں۔

---

(۴۸) اصحاب رسول کے باہمی نزاعات میں دلچسپی لینا اہل سنت کا مسلک نہیں ہے۔ حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا اور جنگ کی تک نوبت آئی۔ ان نزاعات کے متعلق جو روایات مروی ہیں ان میں بہت سی جھوٹی روایات ہیں اور بعض میں مبالغہ ہوگیا اور بعض کو اس کے پس منظر سے الگ کردیا گیا ہے اور کچھ صحیح روایات ہیں۔ اصحاب رسول کو ہم معصوم نہیں سمجھتے ہیں لیکن ان کی جان ومال کی قربانیاں، عبادتیں، نصرت رسول، ہجرت اور علم وغیرہ ان کی غلطیوں کا مداوا کریں گے بلکہ ان کے درجات اللہ کے نزدیک بہت بلند ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ان کے زمانے کو بہترین زمانہ قرار دیا اور ان کے ایک مد کا صدقہ بعد والوں کے احد کے پہاڑ کے برابر سونے سے زیادہ افضل ہوگا۔ پھر اگر ان میں سے کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو ہوسکتا ہے کہ وہ اس سے توبہ کر چکا ہو یا ایسی نیکیاں کیا ہو جو اس گناہ کو مٹا دیتی ہوں یا اس کے سابقہ نیک اعمال کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سفارش کی وجہ سے معاف کر دیا جائے اور اصحاب نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے زیادہ حق دار ہیں یا اس کو دنیا ہی میں کسی آزمائش میں مبتلا کر کے اس کے گناہ کو مٹا دیا گیا ہو یہ تو ان کے ثابت شدہ گناہوں کے متعلق تھا باقی رہے وہ معاملات جن میں انہوں نے اجتہاد کیا اگر وہ حق کو پا گئے تو ان کے لئے دو اجر ہیں اور گر چوک ہو گئی تو ان کیلئے ایک اجر ہے اور غلطی معاف ہے۔

پھر ان میں سے بعض کے قابل اعتراض معاملات کی مقدار تھوڑی سی ہے جو ان کے فضائل اور خوبیوں کے مقابل بہت کم ہے قابل معافی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے تھے اور اسکی راہ میں جہاد، ہجرت، نصرت اور علم نافع و عمل صالح سے آراستہ تھے۔ جو ان کی سیرت میں علم وبصیرت کی بنیاد پر غور کرے گا اور ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھے گا تو اچھی طرح جان لے گا کہ وہ لوگ انبیاء کے بعد بہترین مخلوق ہیں۔ نہ ان کے جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا اور اس بہترین امت اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شرف والی جماعت سے چنا گیا ہوا گروہ ہے۔

اہل سنت کے بنیادی عقیدہ میں اولیاء کی کرامات کو ماننا داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ خرق عادات امور کو جاری کرتا ہے۔ مختلف قسم کے علوم اور مکاشفات اور قدرت وتائید کی مختلف اقسام وغیرہ جو سابقہ اقوام سے مروی ہیں جیسے سورۃ الکہف میں غار والوں کا قصہ اور اسی طرح اس امت کے شروع کے لوگ صحابہ وتابعین اور سارے بزرگوں سے منقول کرامات پر وہ یقین رکھتے ہیں اور قیامت تک کرامتوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

فصل

اہل سنت و جماعت کا طریقہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی پیروی کرتے ہیں۔ مہاجرین اور انصار میں سے سابقین کے نقوش پر چلتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو اختیار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی: ''تم میری سنت کو لازم پکڑ لینا اور میرے بعد کے ہدایت یافتہ نیک بخت جانشینوں کی سنت کو لازم کر لینا اور تم نئی ایجاد شدہ چیزوں سے بچنا بیشک ہر بدعت گمراہی ہے''۔ (سنن ابی داؤد)

اہل سنت جانتے ہیں کہ سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین نمونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے۔ وہ اللہ کے کلام کو مخلوقات کے کلام پر ترجیح دیتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو ہر شخص کے نمونہ پر فوقیت دیتے ہیں اسی لئے ان کو اہل کتاب وسنت کہا گیا ہے اور اہل جماعت بھی کہا گیا ہے۔ کیونکہ جماعت اتفاق ہے اور اس کی ضد اختلاف وتفرقہ وگروہ بندی ہے۔ اگرچہ جماعت کا لفظ اکٹھے لوگوں کیلئے نام کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اجماع تیسری بنیاد ہے جو علم دین میں قابل اعتبار ہے۔

اہل سنت و جماعت انہیں تین اصولوں کے بنیاد پر لوگوں کے دین سے متعلق تمام چھپے و کھلے اعمال واقوال کو پرکھتے ہیں۔ سلف وصالحین کے متفقہ عمل کو اجماع کہتے ہیں۔ ان کے بعد امت میں اختلافات زیادہ ہوئے اور امت میں پھیلتے چلے گئے۔

فصل

اہل سنت سابقہ اصول پر ایمان کے ساتھ حکم شریعت کے مطابق بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔اعمال حج اور جمعہ وعیدین کی ادائیگی حکام کی قیادت میں ادا کرتے ہیں حکام خواہ نیک ہوں یا بد۔نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں امت کی خیر خواہی کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر یقین رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضهٔ بعضاً.وشبک بين اصابعهٖ(صحيح مسلم)

مومن مومن کیلئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کے انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**مثل المومنين في توادّهم وتراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكىٰ منه عضوٌ تداعى لهٗ سائر الجسد با لحمّىٰ والسّهر.(صحيح بخاری)**

''مومنوں کی باہمی محبت ورحم اور ہمدردی کی مثال جسم کی طرح ہے ایک عضو بھی بیمار ہو جائے تو سارا جسم بخار اور جاگنے کے ذریعہ اس کا ساتھ دیتا ہے'' اہل سنت وجماعت آزمائش کے وقت صبر کا حکم دیتے ہیں اور کڑوی تقدیر سے رضامندی اور شکر کا حکم دیتے ہیں اور اچھے اخلاق وبہترین اعمال کی دعوت دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اكمل المومنين ايماناً احسنهم خلقاً ''کامل مومن وہ ہے جو اچھے اخلاق والا ہو'' (سنن ابی داؤد)

وہ دعوت دیتے ہیں کہ جو تم سے کٹے تم اس سے جڑو اور جو تم کو محروم کردے تم اس کو دو۔

اہل سنت وجماعت والدین کے ساتھ حسن سلوک، رشتوں کے جوڑنے، پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک ،یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر احسان کرنے اور غلام کے ساتھ نرمی کا حکم دیتے ہیں۔وہ فخر، تکبر، ظلم اور مخلوق پر دست درازی سے روکتے ہیں خواہ حق کے ساتھ ہو یا ناحق اور اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور ذلیل اخلاق سے روکتے ہیں۔

مندرجہ بالا تمام امور اور ان کے علاوہ دیگر سارے قول وعمل میں وہ بس کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں۔ان کا طریقہ دین اسلام ہے جس کو اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بھیجا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی سارے کے سارے آگ میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے اور وہ جماعت ہے۔(سنن ابی داؤد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نجات پانے والے وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے ساتھیوں کے عمل پر ہوں۔(ترمذی) اسی طرح ملاوٹ سے محفوظ خالص اصلی اسلام کو تھامنے والے اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ان میں صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور انہیں میں ہدایت کے نشان، تاریکی کے چراغ، زبردست مناقب والے اور مذکورہ فضیلتوں والے ہیں۔انہیں میں ابدال (۴۹) اور وہ ائمہ دین ہیں جن کے صاحب ہدایت ہونے پر امت نے اجماع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد والا گروہ ہے جن کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا تزال طائفة من امتی علی الحق منصورةً لا یضرھم من خالفھم ولا من خذلھم حتیٰ تقوم الساعة.(صحیح بخاری)**

''میری امت میں ایک گروہ برابر حق پر رہے گا مدد کیا جائے گا انکے مخالفین اور ان کا ساتھ چھوڑ دینے والے ان کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔''

اللہ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو ان میں داخل کردے اور ہدایت کی نعمت کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردے اور ہمیں اس کی طرف سے رحمت عطا فرمائے بیشک وہ خوب عطا کرنے والا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں پر خوب رحمت وسلامتی بھیجے۔

---

(۴۹) ابدال بدل کی جمع ہے۔یعنی وہ لوگ جو اس دین کی تجدید اور بدعات واوہام کی تردید میں ایک دوسرے کے جانشین ہوں گے۔بعض علماء نے ابدال انتہائی صالحین کو قرار دیا ہے۔یہاں اہل تصوف کے ابدال مراد نہیں ہیں۔

تمت

حوالہ احادیث نبویہ

نمبر شمار	احادیث	حوالہ
۱	ینزل ربنا الی السماء ...الخ	صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب الدعاء فی الصلاةمن آخر اللیل (۱۱۴۵) وصحیح مسلم ، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل(۷۵۸)
۲	للّٰہ اشد فرحة بتوبة...الخ	صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی الحض علی التوبة والفرح بها (۲۷۴۶) وصحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبة (۶۳۰۸، ۶۳۰۹)
۳	یضحک الله الی رجلین...الخ	صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم...(۲۸۲۶) وصحیح مسلم، کتاب الامارة، باب بیان الرجلین یقتل احدهما الآخر...(۱۸۹۰)
۴	عجب ربنا من قنوط عباده...الخ	مسنداحمد(۴/۱۱، ۱۲) وسنن ابن ماجه، مقدمه، باب فیما انکرت الجهمیه(۱۸۱)
۵	لاتزال جهنم یلقیٰ فیها...الخ	صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ(وهو العزیز الحکیم) (۷۳۸۴) وصحیح مسلم، کتاب الجنة، باب النار یدخلها الجبارون (۲۸۴۸)
۶	یقول تعالیٰ: یاآدم فیقول...الخ	صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الحج (۴۷۴۱) ومسند احمد(۱/۳۸۸)
۷	مامنکم من احد الا...الخ	صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب عزوجل... (۷۵۱۲) وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة(۱۰۱۶)
۸	ربنا الله الذی فی ...الخ	سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب کیف الرقی(۳۸۹۲) ومسنداحمد(۶/۲۱)
۹	الاتأمنونی ،وانا أمین...الخ	صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول الله(تعرج الملائکة) (۷۴۳۲) وصحیح مسلم، کتاب الزکاة ،باب ذکر الخوارج(۱۰۶۴)
۱۰	والعرش فوق الماء...الخ	سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب فی الجهمیة(۴۷۲۳) و جامع ترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة الحاقة (۳۳۲۰)
۱۱	وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی سے فرمایا تھا۔۔۔الخ۔	صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاة (۵۳۷) وسنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب تشمیت العاطس...(۹۳۰) ومسنداحمد(۵/۴۴۷)
۱۲	أفضل الایمان أن...الخ	یہ حدیث حسن ہے اسے طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔
۱۳	اذا قام أحدکم الی...الخ	صحیح بخاری، کتاب الصلاة(۴۰۵، ۴۱۷)وصحیح مسلم کتاب الزهد، باب حدیث جابر الطّویل(۳۰۰۸)

۱۴	اللّٰهم رب السماوات... الخ	صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب یایقول عند النوم... (۲۷۱۳)وسنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب مایقال عندالنوم(۵۰۱۵)وسنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا آوی الی فراشه(۳۴۰۰)
۱۵	ایهاالناس اربعوا علی...الخ	صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃخیبر(۴۲۰۵)و صحیح مسلم کتاب الذکر، باب استحباب خفض الصوت بالذکر(۲۷۰۴)
۱۶	انکم سترون ربکم... الخ	صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العصر(۵۵۴) وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر(۶۳۳)
۱۷	میدان قیامت کا حوض...الخ	صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض، وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ(۲۲۹۲)
۱۸	زانی جس وقت زنا...الخ	صحیح بخای، کتاب الاشربه(۵۵۷۸) وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی(۱۰۰)
۱۹	میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو...الخ	صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابه، باب ۵(۳۶۷۳) و صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب تحریم سب الصحابه(۲۵۴۰، ۲۵۴۱)
۲۰	جو چاہو کرو، میں نے تمہیں...الخ	صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح(۴۲۷۴) و صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب من فضائل اهل بدر(۲۴۹۴)
۲۱	غدیر خم کا بیان	صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضی الله عنها(۳۷۶۹، ۳۷۷۰)وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابه، باب فضائل خدیجة أم المؤمنین رضی الله عنها (۲۴۳۱)و باب فضائل عائشة رضی الله عنها(۲۴۴۶) وسنن ترمذی، کتاب الاطعمه، باب ماجاء فی فضل الثرید (۱۸۳۴)ومسند أحمد(۶/۱۵۹)
۲۲	کامل مومن نہیں ہو سکتے...الخ	مسندأحمد(۱/۲۰۸) وسنن ابن ماجه، مقدمه، باب فی فضائل أصحاب النبی ﷺ (۱۴۰)
۲۳	بنو اسماعیل کو منتخب کیا...الخ	صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ (۲۲۷۶)ومسندأحمد(۴/۱۰۷)
۲۴	عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت...الخ	صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابه، باب فضل عائشة رضی الله عنها(۲۴۴۶)
۲۵	تم میری سنت کو اور میرے...الخ	سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب لزوم السنة(۴۶۰۹) وسنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع(۲۶۷۶) وسنن ابی ابن ماجه، مقدمه، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهدیین (۴۲) ومسند احمد (۴/۱۲۶، ۱۲۷)

۲۶	ایک مومن دوسرے مومن...الخ	صحیح مسلم، کتاب البر والصله، باب تراحم المومنین وتعاطفهم...(۲۵۸۵)، سنن نسائی، کتاب الزکاة، باب أجر الخازن اذا تصدق باذن مولاه(۲۵۶۰) ومسند احمد(۴/۴۰۴)
۲۷	باہم محبت ومودت رکھنے...الخ	صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم (۶۰۱۱) وصحیح مسلم، کتاب البر والصله، باب تراحم المومنین وتعاطفهم...(۲۵۸۶) ومسنداحمد(۴/۲۷۰)
۲۸	مومن میں سب سے کامل...الخ	سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب الدلی علی زیادة الایمان ونقصانه(۴۶۸۲) وجامع ترمذی، کتاب الرضاع، باب حق المرأة علی زوجها(۱۱۶۲) ومسند احمد (۲/۲۵۰، ۴۷۲)
۲۹	میری امت تہتر فرقوں...الخ	سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة(۴۵۹۷) وجامع ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة(۲۶۴۰) وسنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب افتراق الأمم(۳۹۹۳) ومسندأحمد(۴/۱۰۲)
۳۰	یہ وہ لوگ ہوں گے...الخ	جامع ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الامه(۲۶۴۱)
۳۱	انہیں کوئی نقصان...الخ	صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی ﷺ: لاتزال طائفة...(۷۳۱۱، ۷۳۱۲) وصحیح مسلم، کتاب الامارة، باب قوله ﷺ:" لاتزال طائفة...(۱۹۲۰)